ہفت روزہ

خدام الدین
لاہور

بیادگار:
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور



احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث

عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان جنح اللیل او امسیتم فکفوا صبیانکم فان الشیطان ینتشر حینئذ فاذا ذہب ساعۃ من اللیل فخلوہم واغلقوا الابواب واذکروا اسم اللہ فان الشیطن لا یفتح بابا مغلقا واوکوا قربکم واذکروا اسم اللہ خمروا انیتکم واذکروا اسم اللہ ولو ان تعرضوا علیہ شیئا واطفئوا مصابیحکم متفق علیہ وفی روایۃ للبخاری قال خمروا الآنیۃ واوکوا الاسقیۃ واجیفوا الابواب واکفتوا صبیانکم عند المساء فان للجن انتشارا وخطفۃ واطفئوا المصابیح عند الرقاد فان الفویسقۃ ربما اجترت الفتیلۃ فاحرقت اہل البیت وفی روایۃ لمسلم قال غطوا الاناء واوکوا السقاء واغلقوا الابواب واطفئوا السراج فان الشیطن لا یحل سقاء ولا یفتح بابا ولا یکشف اناء فان لم یجد احدکم الا ان یعرض علی انائہ عودا ویذکر اسم اللہ فلیفعل فان الفویسقۃ تضرم علی اہل البیت بیتہم وفی روایۃ لہ قال لا ترسلوا [illegible]اشیکم وصبیانکم اذا غابت الشمس حتی تذہب [illegible]حمۃ العشاء فان الشیطان یبعث اذا غابت الشمس حتی تذہب فحمۃ العشاء وفی روایۃ لہ قال غطوا الاناء واوکوا السقاء فان فی السنۃ لیلۃ ینزل فیہا وباء ولا یمر باناء لیس علیہ غطاء او سقاء لیس علیہ وکاء الا نزل فیہ من ذلک الوباء

وعنہ قال جاء ابوحمید رجل من الانصار من النقیع باناء من لبن الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا خمرتہ ولو ان تعرض علیہ عودا متفق علیہ

ترجمہ:۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے۔ جب رات شروع ہو یا شام ہو جائے تو تم اپنے بچوں کو گھر سے باہر نہ نکلنے دو۔ اس لئے کہ شیطان اس وقت چاروں طرف پھیل جاتے ہیں۔ پھر جب رات کی ایک گھڑی گذر جائے تو بسم اللہ کہہ کے [illegible]زوں کو بند کر دو اور بچوں [illegible] دو۔ اس لئے کہ شیطا[illegible] [illegible]تا دجب [illegible] ان [illegible] اور باندھ دو مشکوں کے دونو دہانوں کو بسم اللہ کہہ کر اور بسم اللہ کہہ کر اپنے برتنوں کو ڈھانک دو۔ اگرچہ عرض ہی میں کوئی ایسی چیز رکھ دو جو کسی قدر برتنوں کو ڈھانک لے اور چراغ کو بڑھا دو (بخاری و مسلم)

اور بخاری کی ایک حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ رسولِ خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ برتنوں کو ڈھانک دو، مشکوں کے منہ باندھ دو۔ دروازوں کو بند کر دو اور شام کے وقت اپنے بچوں کو اپنے پاس بٹھا لو۔ اس لئے کہ اس وقت جن پھیل جاتے ہیں اور اچکتے ہیں اور سوتے وقت چراغ بڑھا دو۔ اس لئے کہ چوہا بعض اوقات فتیلہ کو کھینچ لے جاتا ہے اور گھر والوں کو جلا دیتا ہے اور مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا برتنوں کو ڈھانکو۔ مشکوں کے منہ باندھ دو۔ دروازوں کو بند کر دو اور بڑھا دو چراغوں کو۔ اس لئے کہ شیطان (بندھی ہوئی) مشک کو نہیں کھولتا۔ دروازے کو نہیں کھولتا اور نہ برتنوں کو کھولتا ہے، اگر کسی کے پاس برتنوں کو ڈھانکنے کی کوئی چیز نہ ہو تو عرض میں خدا کا نام لے کر ایک لکڑی ہی رکھ دے۔ (اور چراغ کو اس لئے بڑھا دے کہ) چوہا گھر والوں پر گھر کو بھڑکا دیتا ہے۔ (یعنی بتی لے جا کر آگ لگا دیتا ہے) اور مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ جب آفتاب غروب ہو جائے تو اپنے مواشی اور بچوں کو باہر نہ نکلنے دو جب تک رات کا کچھ حصہ نہ گذر جاتے کہ شیطان سورج غروب ہوتے ہی پھیلا دیئے جاتے ہیں۔ (اور وہ اس وقت تک رہتے ہیں)، جب تک رات کا کچھ حصّہ نہ گذر جاتے اور مسلم کی ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ کہ حضورؐ نے یہ فرمایا ہے برتنوں کو ڈھانکو اور مشکوں کو باندھ دو۔ اس لئے کہ سال بھر میں ایک ایسی رات ہوتی ہے جس میں وبا نازل ہوتی ہے۔ یہ وبا برتن برتن پر گذرتی ہے اور اس کو کھلا پاتی ہے۔ تو اس میں اس کا کچھ حصہ داخل ہو جاتا ہے۔

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ ایک انصاری شخص جس کا نام ابوحمید تھا۔ مقامِ نقیع سے نبیؐ کے لئے دودھ کا ایک برتن لایا۔ نبیؐ نے اس سے فرمایا تم اس کو ڈھانک کر کس وجہ سے نہیں لائے اور کچھ نہیں تو اس پر ایک لکڑی ہی رکھ لی ہوتی (بخاری و مسلم)

وعن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تترکوا النار فی بیوتکم حین تنامون متفق علیہ

ترجمہ:۔ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں۔ نبی صلعم نے فرمایا ہے۔ جب تم سونے لگو تو گھروں میں آگ نہ چھوڑو۔ یعنی گھر میں کسی جگہ آگ ہو تو اس کو بجھا دو۔ (بخاری و مسلم)

وعن ابی موسی قال احترق بیت بالمدینۃ علی اہلہ من اللیل فحدث بشانہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان ہذہ النار انما ہی عدو لکم فاذا نمتم فاطفئوہا عنکم متفق علیہ

ترجمہ:۔ حضرت ابو موسیٰؓ کہتے ہیں کہ مدینہ میں رات کے وقت ایک گھر جل گیا اور گھر والوں پر آ پڑا۔ رسول اللہ صلعم سے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا یہ آگ تمہاری دشمن ہے۔ جب تم سونے لگو تو اس کو بجھا دو۔

(بخاری و مسلم)

دیارِ نبیؐ

(ناہید دُردانہ ناگپور)

ہیں سرشار قلب و نظر اللہ اللہ
یہ ہم آگئے ہیں کدھر اللہ اللہ

دیارِ نبیؐ کے تصوّر کے صدقے
مقدر ہے کیا اوج پر اللہ اللہ

ہمہ کیف آگیں ہمہ روح پرور
مدینے کے شام و سحر اللہ اللہ

یہ مسجد، یہ روضہ، یہ گنبد، یہ جالی
ہر اک چیز ہے خوب تر اللہ اللہ

ہوا عطر افشاں فضا نور ساماں
یہ بستی ہے خلدِ نظر اللہ اللہ

جھلکتا ہے ان میں جمالِ تقدس
انوکھے ہیں سب بام و در اللہ اللہ

درود و سلام و عبادت کا عالم
یہاں ہے برنگِ دگر اللہ اللہ

ہجومِ غلامانِ خیر البشرؐ سے
پٹی ہے ہر اک رہ گذر اللہ اللہ

دیارِ نبیؐ کے یہ تابندہ ذرّے
ہیں صد رشکِ شمس و قمر اللہ اللہ

سالانہ چندہ ۱۱ روپے
ششماہی ۶ روپے
فون — ۶۷۵۴۵

ہفت روزہ



لاہور

سہ ماہی — ۳ روپے
فی پرچہ — ۲۵ پیسے
ایڈیٹر — مناظر حسین نظر

جلد — ۹ | ۲۷ صفر المظفر ۱۳۸۳ھ • ۱۹ جولائی ۱۹۶۳ء | شمارہ — ۱۱

علماءِ کرام اور جدید رُجحانات

اسلامی ممالک آج جس دور سے گزر رہے ہیں۔ وہ "اسلام بیزاری" اور "مغرب پرستی" کا دور ہے۔ ہر جگہ باطل قوتیں اپنے پورے سازوسامان کے ساتھ اسلام پر حملہ آور نظر آتی ہیں اور ان کا پہلا کام یہ ہے کہ اسلام اور اسلامی عقائد کو اس انداز سے رجعت پسندانہ ثابت کریں۔ کہ مسلمان خود بخود ان سے بیزار ہو کر "ایک نئے اسلام" کی طرف راغب ہوں کہ جو نہ صرف مغرب کی آزادی کے ساتھ پورا پورا تعاون کر سکے بلکہ اسی کا پروردہ اور دست نگر ہو — چنانچہ خود ہمارے ملک میں بھی ایسے ادارے اور اسلام نما جماعتیں موجود ہیں جو دن رات "جدید اسلام" کا پروپیگنڈا کرتی اور دن رات اسی سے لوگوں کو روشناس کرنے کی سعی میں مصروف ہیں — ان کا سارا زور اس بات پر صرف ہو رہا ہے کہ اسلامی احکامات کو بدل دیا جائے، رنگ بدلتے زمانے کے مطابق ان کی تاویلات کی جائیں اور اسلام کو اوامر و نواہی سے پاک کر کے صرف چند مذہبی رسوم کا مجموعہ بنا دیا جائے اور پھر اس میں بھی ہر شخص کو اختیار رہے۔ اور اپنی صوابدید کے مطابق ہیر پھیر کر سکے — گویا یہ برخود قسم کی جماعتیں اور افراد خود تو اپنے آپ کو قرآن عزیز اور سنت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے مطابق ڈھالنے پر آمادہ نہیں مگر کتاب و سنت کو اپنی مرضی کے مطابق بدل دینے پر ضرور ادھار کھائے بیٹھے ہیں — اور اگر ان مسٹر اور محرر قسم کے افراد کا تجزیہ کیا جائے، جو اس قسم کی ناپاک کوششوں اور سازشوں میں مصروف ہیں تو اُن کا اپنا مبلغ علم چند اُردو اور انگریزی کتابوں سے آگے نظر نہیں آئے گا — لیکن لوگوں کو گمراہ کرنے اور اپنے دامِ فریب میں پھانسنے کے فن میں وہ ایسے مشاق ہیں کہ شیطان کے بھی کان کترتے نظر آتے ہیں۔ اور دجل و تلبیس کا ایسا جال بچھاتے ہیں کہ نئی پود اور جدید تعلیم یافتہ طبقے کے بہت کم افراد اس سے بچ کر نکل سکتے ہیں — اس کی بڑی وجہ یہ ہے۔ کہ ہماری نئی پود اور جدید تعلیم یافتہ طبقہ دینِ خداوندی اور کتاب و سنت کی صحیح تعلیمات سے قطعی بے بہرہ اور نا آشنا ہے اور اس لئے کھوٹے اور کھرے اسلام کی تمیز کرنے سے عاری — وہ ہر اس شخص کو جو اگرچہ مستند عالم نہ ہو۔ اور اس نے کبھی باخدا کے سامنے زانوئے ادب بھی تہ نہ کئے ہوں اسلام کا نمائندہ سمجھنے لگتے ہیں اور اسی روش سے دین کے نام بے دینی کی جڑ پھوٹتی ہے جو کفر سے کہیں زیادہ مسلمانوں کے لئے مہلک ہے۔ کیونکہ واضح کفر کا تو سب مسلمانوں کو علم ہو جاتا ہے اور وہ اس سے بچنے کی سعی کرتے ہیں۔ مگر ان کے دجل و تلبیس سے اچھے اچھے پڑھے لکھے لوگ بھی نہیں بچ سکتے — علماء اس کا رونا تو روتے رہتے ہیں مگر اُن سے بن کچھ نہیں پڑتا — چنانچہ اس صورتِ حال کے پیش نظر اسلامی کام کرنے والوں اور علماء کو چاہیئے کہ وہ اپنے تجربات پر نظر ثانی کریں — کیا انہیں پتہ نہیں کہ یہ دور تحریر کا دَور ہے۔ سائنس کا دَور ہے اور جدید علوم و فنون کا دَور ہے۔ اس دَور میں محض وعظوں اور تقریروں سے کام نہیں چلتا — وہ زمانہ گزر گیا۔ کہ جب لوگ اپنی پاکیزگی اور نیک نفسی کی بدولت ایک وعظ سن کر ہزاروں برائیوں سے تائب ہو جاتے تھے۔ اور ان میں نیکی اور بدی کا احساس موجود تھا — مگر آج یہ حس ختم ہو گئی ہے۔ بے حیائی، عریانی اور مغرب زدگی نے لوگوں کے کردار یکسر بدل دیئے ہیں اور خود غرضی اور نفس پرستی اس قدر عام ہو گئی ہے کہ ہر شخص صرف اپنے مفاد میں سوچتا ہے۔ ذاتی اغراض مقدم اور دین مؤخر ہو گیا ہے اور اگر یہ کہہ دیا جائے کہ دینی قدروں کی عزت و عظمت سرے سے ہی ان کے دلوں اور دماغوں سے محو ہو چکی ہے تو بے جا نہ ہو گا —

اب اس لادینیت اور مغربیت کے سیلاب کے آگے صرف تقریریں اور وعظ و نصائح کیا بند باندھ سکیں گے؟ اس وقت ضرورت تو اس امر کی ہے کہ علماء کرام جدید ذہنی رجحانات کا جائزہ لے کر دینِ حقہ کی تبلیغ اور کتاب و سنت کی خالص تعلیمات کی نشر و اشاعت کے لئے کوئی مؤثر عملی قدم اٹھائیں — اور فی الواقع آج کے دور میں تو یہ سمجھنا بھی دشوار ہے کہ سماجی اور اخلاقی بگاڑ کے طوفان کو روکنے کی کیا تدبیر ہو سکتی ہے جو فروش گندم نما قسم کے مسٹروں اور محرروں کا کیونکر سدباب ہو سکتا ہے اور جدید رجحانات کا مقابلہ کن ذرائع سے کیونکر کیا جا سکتا ہے — اب علماء کو وعظوں اور فتوؤں سے قطع نظر دوسری راہیں بھی اختیار کرنی ہوں گی — کیونکہ زمانے کی تبدیلیوں کے ساتھ مقاصد تو نہیں بدلتے مگر ذرائع اور وسائل بدل جاتے ہیں —

آج علمائے کرام کے لئے لازم ہے کہ وہ موجودہ بے دینی کا مقابلہ کرنے کے لئے جدید وسائل سے لیس ہو کر میدانِ عمل میں آئیں، قوم کو بیدار کریں، انہیں ان کا بھولا بسرا سبق یاد دلائیں، عوام و خواص کے دِلوں میں دینی قدروں کی عزت اپنے علم اور عمل سے بحال کریں، انہیں دوٹ کی قدر و قیمت سمجھائیں اور کھوٹے اور کھرے کی تمیز کرانے کے لئے تفکر و تدبر کو کام میں لائیں — ہمارا یقین ہے کہ اس دور میں علماء کرام جب تک جدید وسائل اختیار کر کے میدان میں نہیں آئیں گے۔ وہ کسی میدان کو سر نہیں کر سکیں گے —

خدّام الدین پڑھ کر اپنے علم و عمل کا محاسبہ کیجئے

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۱۹ صفر المظفر ۱۳۸۳ھ ۱۱ر جولائی ۱۹۶۳ء

کتاب وسنّت کے دامن سے وابستہ رہئیے

آج ذکر کے بعد جانشین شیخ التفسیرؒ حضرت مولانا عبید اللہ انور نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

(مرتبہ : خالد سلیم صاحب)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔۔۔۔

اما بعد! اللہ کے فضل وکرم سے ہم نے تھوڑے سے وقت میں اللہ تعالیٰ کی یاد کی اللہ اس کو قبول فرماکر ذریعہ نجات بنائے۔

آج اسلام کا مذاق، قرآن کی من مانی تاویلات کا بہت زور شور ہے۔ کہیں حدیث کا انکار ہو رہا ہے، کہیں تصوّف و ذکر الٰہی کرنے کو اسلام میں نئی چیز سمجھا جا رہا ہے۔ اس پرفتن دور میں طرح طرح کے فتنے پیدا ہو رہے ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان شیطانی فتنوں سے محفوظ رکھے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ الرَّحِیْمٌ ۝

ترجمہ! کہہ دو اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہو۔ تو میری تابعداری کرو۔ تاکہ تم سے اللہ محبت کرے اور تمہارے گناہ بخشے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

آج اس کفر والحاد اور اسلام کی مخالفت کے زمانہ میں کامیابی وکامرانی اور ایمان کی حفاظت کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے، کہ ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مکمل پیروی کریں، شیطانی راہوں پر ہرگز نہ چلیں، نبی کریمؐ کی سنتوں پر اپنی ہمّت کے مطابق پورا عمل کریں۔

حضورؐ کی زندگی کو اپنانے والے ہر دور میں ہوتے ہیں۔ آج بھی ہیں۔ حضرتؒ از سرتا پا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت اور عشق میں ڈوبے ہوئے تھے۔ ہر چھوٹی سی چھوٹی سنت پر عمل کرتے۔

ہم پر بھی فرض ہے کہ ہم حضورؐ کے طریق پر حضرتؒ کی طرح عمل کریں، معاملات، عبادات ہر حال میں حضورؐ کی زندگی کو اپنے لئے مشعل راہ بنائیں اور اس کی نشر واشاعت کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور آج کل جو طرح طرح کے فتنے پیدا ہو رہے ہیں ان کو ختم کرنے کے لئے علمی، عملی جدوجہد کرنے کی توفیق دے۔ ایک دفعہ حضرتؒ نے دیال سنگھ کالج لاہور میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

"کہ منکر حدیث منکر قرآن ہے۔ منکر قرآن خارج از اسلام ہے یعنی بے ایمان ہے"

اگر تم ہمارے ایمان ویقین کا امتحان لینا چاہتے ہو۔ تو ہم ایک ایک حدیث کی سچائی کے لئے اپنی جان دینے کے لئے تیار ہیں۔ اور سب سے پہلا جان دینے والا میں ہوں گا

اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اس فتنہ سے بچائے اور گمراہ مسلمانوں کو ہدایت عطا فرمائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان ہے، کہ مختلف مقامات پر مجلس ذکر شروع ہوگئی ہے۔ تبلیغ دین کے آثار نظر آرہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو تبلیغ دین میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔

اسلام اجتماعیت کا پروگرام ہے۔ نماز، روزہ حج وغیرہ سب اجتماعیت کی دعوت دیتے ہیں۔ بعض لوگ ہمارے اکھٹے مل بیٹھ کر ذکر الٰہی کرنے کو ضرورت از زائد، فضول وقت ضائع کرنا۔ دین میں نئی چیز تصور کرتے ہیں۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ اگر ہم اکھٹے مل کر اللہ کو راضی کرنے کے لئے اللہ کا نام لیں۔ تو اس میں کیا برائی ہے جو مجلس ذکر میں نہ آئے ہم اس کو برا نہیں کہتے سب اپنی خوشی سے رضا الٰہی کے لئے آتے ہیں تاکہ امراض روحانی سے پاک ہوکر اس دنیا سے اٹھیں، بدی اور لایعنی مجلسوں سے نیکی کی مجالس بہت بہتر ہیں۔ نیک لوگوں کی جماعت پر اللہ کی رحمت کا ہاتھ ہوتا ہے، اللہ گمراہ لوگوں کو ہدایت دے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ جو چھوٹوں سے پیار، بڑوں کا ادب، اور علماء کی عزت نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔ جو کسی مسلمان کو قتل کرے۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنمی ہے

آج ہم اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ شرم کی بات ہے۔ ڈوب مرنے کا مقام ہے۔ کہ ہم کشمیر کے مسلمانوں کے لئے کام نہ کرسکے۔ الجزائر کے لئے جان نہ دے سکے، لیکن اپنی من مانیوں کے لئے، مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنے کے لئے ایک دوسرے کی گردنیں مارنے کے لئے تیار ہیں۔ اسلام ہمیں آپس شیر وشکر دیکھنا چاہتا ہے، آپس میں محبت شفقت اور تعظیم کی دعوت دیتا ہے۔ لیکن ہم اس کے خلاف کام کرتے ہیں۔ نہایت افسوس کا مقام ہے، اللہ ہم سب میں محبت وشفقت پیدا کرے۔ آمین

اللہ تعالیٰ صحابہؓ کرام کے طریق کار کو اپنانے کی توفیق دے جس طرح ان میں آپس میں محبّت وشفقت تھی۔ ایک دوسرے پر جان نچھاور کرتے تھے۔ اللہ ہمیں بھی ایسا کرنے کی توفیق دے۔ اس کے لئے محنت کی ضرورت ہے علم حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ علم حاصل کرنے کے لئے وقت صرف کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ ہم کو اپنی نجات کے لئے قرآن کی رسی کو مضبوطی سے تھامنے کی توفیق عطا فرمائے بزرگان دین سے تعلق استوار کرکے ان سے روحانی فیض حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے

اللہ والے اللہ کے نام کی ضرب لگاتے ہیں اور ان کے پاس بیٹھنے والوں پر اس کا اثر ہوتا ہے۔ ان کے دلوں میں ذکر الٰہی سے لطف وسرور پیدا ہوتا ہے

اللہ ہم سب کو کثرت سے ذکر کی توفیق عطا فرمائے اور خاتمہ ایمان کامل پر فرمائے

آمین!

(واٰخر دعونا ان الحمد للہ ربّ العالمین)

"پشاور" میں مجلس ذکر

جانشین شیخ التفسیر جامع شریعت والطریقت حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب دامت برکاتہم کے خصوصی فرمان سے محمد یعقوب قاسمی مسجد قاسم علی خان بازار قصہ خوانی میں ہر جمعرات کو بعد از نماز مجلس ذکر منعقد کریں گے

(ادارہ)

راولپنڈی میں مجلس ذکر کا انعقاد

جانشین شیخ التفسیرؒ کے حکم کے مطابق جامع مسجد چونگی نمبر ۲۲ میں ہر بدھ بعد از نماز مغرب مجلس ذکر منعقد ہوتی ہے۔ قارئین کرام مجلس ذکر میں حصہ لے کر ثواب دارین حاصل کریں۔

خطبہ جمعہ ۲۰ صفر المظفر ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۲ جولائی سنہ ۶۳ء

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد

کثرتِ ذکر اللہ

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مد ظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پچھلے خطبہ جمعہ میں یہ بیان ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو پہچاننے کے لئے اس کی معرفت حاصل کرنے کے لئے تین چیزوں کی ضرورت ہے (۱) صحبت اہل اللہ (۲) کثرت ذکر اللہ (۳) تفکر فی خلق اللہ۔

"صحبت اہل اللہ" کے متعلق گزشتہ جمعہ کافی کچھ بیان کیا جا چکا ہے۔ چنانچہ آج مجھے "کثرت ذکر اللہ" کے عنوان سے آپ حضرات کی خدمت میں اپنی گذارشات پیش کرنا ہیں۔

قرآن عزیز میں ارشاد باری ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اذۡکُرُوا اللّٰهَ ذِکۡرًا کَثِیۡرًا وَّ سَبِّحُوۡهُ بُکۡرَۃً وَّ اَصِیۡلًا

ترجمہ: اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ کو خوب کثرت سے یاد کیا کرو اور صبح وشام اس کی تسبیح کرتے رہو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ذکر اللہ، کرنے کا حکم فرمایا اور اسے بصیغۂ امر واجب ٹھہرایا ہے۔ اللہ جل شانہٗ کا منشاء یہ ہے کہ اس کے بندے بے تعداد ذکر کریں صبح وشام اس کی عظمت کے گیت گائیں اور ہر گھڑی اسی کی یاد میں شاغل رہیں۔

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

فَاذۡکُرُوا اللّٰهَ قِیٰمًا وَّ قُعُوۡدًا وَّ عَلٰی جُنُوۡبِکُمۡ

اللہ کا ذکر کرو کھڑے، بیٹھے، اور کروٹوں پر لیٹے ہوئے یعنی جو بھی حالت ہو ہر حال میں اللہ کا ذکر کرو۔

اس سے بھی یہی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی یہ ہے کہ اس کے بندے اس کا ذکر بے تعداد اور بے شمار کریں۔ اور چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے ہر حال میں اسے جاری رکھیں۔

چنانچہ ساری مخلوق میں سب سے بڑے ذاکر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تھے — آپ کی زندگی کا کوئی لمحہ اور کوئی گھڑی ذکر اللہ اور یاد خداوندی سے خالی نہ تھی — مختلف انداز سے آپ ہر آن ذکر اللہ میں مشغول رہتے تھے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی اسی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں۔

کَانَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ یَذۡکُرُ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ اَحۡیَانِهٖ —

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری رکھتے تھے۔ حدیث میں آتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اتنا کرو کہ لوگ تمہیں دیوانہ سمجھنے لگیں — یہاں بھی کثرت ذکر اللہ کی تعلیم ہے —

خدا کے ہاں بندے کا درجہ

حدیث میں آتا ہے۔ حضورؐ فرماتے ہیں۔

اُغۡدُوۡا وَرُوۡحُوۡا وَاذۡکُرُوۡا مَنۡ کَانَ یُحِبُّ اَنۡ یَّعۡلَمَ مَنۡزِلَتَهٗ عِنۡدَ اللّٰهِ فَلۡیَنۡظُرۡ کَیۡفَ مَنۡزِلَةُ اللّٰهِ عِنۡدَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ یُنۡزِلُ الۡعَبۡدَ مِنۡهُ حَیۡثُ اَنۡزَلَهٗ مِنۡ نَّفۡسِهٖ ۔

صبح وشام ذکر الٰہی برابر کیا کرو۔ تم میں سے جو کوئی یہ چاہتا ہو کہ اپنا درجہ خدا کے ہاں دریافت کرے اسے لازم ہے کہ اس امر پر غور کرے کہ اللہ کا درجہ خود اس کے دل میں کیا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ بندہ کو ویسا ہی درجہ عطا فرماتا ہے جو اس کے نزدیک اللہ کا درجہ ہوتا ہے۔

یعنی

جس قدر محبت انسان کے دل میں اللہ کے لئے ہوگی اسی قدر درجہ اسے اللہ کے ہاں ملے گا اور اسی قدر معرفت خداوندی اسے حاصل ہوگی —

محبت خداوندی کس طرح پیدا ہوتی ہے

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ ہے کہ آپ پہلی بیعت کے ایک بزرگ مولانا شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے کے لئے کانپور تشریف لے گئے۔ دوران ملاقات حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے سوال کیا حضرت حق تعالیٰ کی محبت دل میں کیسے پیدا ہوتی ہے" مولانا شیر محمد صاحبؒ نے فرمایا کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو ملو — کچھ دیر کے بعد فرمایا "ابھی اور ملو" اور اسی طرح کچھ دیر کے بعد پھر فرمایا کہ ابھی اور ملو۔ جب حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ہاتھوں کو اچھی طرح سے آپس میں رگڑ چکے تو ان بزرگ صاحب نے دریافت کیا کہ اس رگڑ سے کچھ گرمی پیدا ہوئی؟ حضرت تھانویؒ نے فرمایا "جی ہاں" تو ارشاد فرمایا" بالکل اسی طرح کثرت ذکر اور تکرار ذکر کی رگڑ سے قلب میں حق تعالیٰ کی محبت پیدا ہو جاتی ہے — کام میں لگا رہنا ہی ایک دن مقصود تک پہنچا دیتا ہے۔

ذکر کی پابندی ہی اصل مطلوب ہے

بعض نادان اور کم سمجھ لوگ ذکر اللہ میں کیفیات کے منتظر رہتے ہیں اور انہیں کو مقصود سمجھ کر وصول الی اللہ کے اصل مقصد سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ حالانکہ اس راہ میں ابتداً ذوق وشوق اور بعد میں دوسری کیفیات محمود تو ہیں۔ لیکن مطلوب ہرگز نہیں ہیں — مطلوب صرف ذکر اللہ کی پابندی ہے۔ اور یہی ذکر بالآخر مذکور میں ذاکر کی فنائیت تامہ کا باعث بن جاتا ہے لیکن اگر ذکر سے ذوق وشوق نہ بھی پیدا ہو اور دیگر واردات ظہور میں نہ بھی آئیں تو پھر بھی دل میں ملال ہرگز نہ لانا چاہیئے اور ذکر خداوندی کو کہ اصل مطلوب ہے ہر حال میں جاری رکھنا چاہیئے —

ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ شیطان انسان کو ہر حال میں فریب دینے کی کوشش کرتا ہے۔ چنانچہ بعض نادان سالکوں کو وہ یوں دھوکہ دیتا اور گمراہ کرتا ہے۔ کہ ذکر میں چونکہ لذت محسوس نہیں ہوتی، واردات وکیفیات ظاہر نہیں ہوتیں۔ اس لئے ذکر سے کوئی فائدہ نہیں اور پھر جب ذاکر کے دل میں یہ بات بیٹھ جاتی ہے کہ ذکر کرنے سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا تو وہ اپنے آپ کو مردود سمجھ کر ذکر کرنا ہی چھوڑ دیتا ہے اور اس طرح دنیا وآخرت دونوں ہی کھو بیٹھتا ہے — لیکن اگر شیخ کامل کی رہبری سالک کو حاصل ہو تو وہ اسے سنبھال لیتا ہے اور کہتا ہے "بیٹا! کام میں لگے رہو کامیابی تو کام ہی سے ہوگی — کیفیات نہ رہیں تو نہ سہی — یہ کیا کم ہے کہ اللہ نے تمہیں اپنا نام لینے کی توفیق عطا کر رکھی ہے۔"

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ

کی خدمت میں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضرت اللہ اللہ تو میں بہت کرتا ہوں لیکن کوئی نفع معلوم نہیں ہوتا — حضرت

حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے محقق تھے آپ نے فرمایا کہ یہ کیا کم ہے کہ تم اللہ کا نام لیتے ہو — یہ توفیق بھی کیا معمولی نعمت ہے؟ دیکھو! جب پہلا اللہ کہنا قبول ہو جاتا ہے، تب دوسری بار اللہ کا نام منہ سے نکلتا ہے — اگر قبول نہ ہوتا تو اللہ جل شانہٗ، دوسری بار اپنا نام لینے کی توفیق ہی سلب فرما لیتے

ایک ذاکر کی حکایت

کہتے ہیں کہ ایک بار ایک ذاکر بندے سے ابلیس نے کہا، کہ اللہ اللہ پکارتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تو کوئی جواب آتا نہیں لیکن تو ہے کہ اللہ اللہ کئے جاتا اور سر دھنتا رہتا ہے! یہ بیچارہ بہت پریشان ہوا۔ اور اس کے دل میں کافی ملال پیدا ہوا — اسی حالت میں یہ سو گیا اور خواب میں اُسے حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی — اس بے چارے نے اپنا ماجرا عرض کیا کہ اللہ کی طرف سے تو مجھے کوئی جواب آتا نہیں مجھے خوف ہے کہ میرے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنا دروازہ بند کر دیا ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا! نادان تو غلط سمجھا۔ تیرا اللہ کہنے کے بعد پھر اللہ کہنا ہی حق تعالیٰ شانہٗ کی طرف سے لبیک ہے۔ عارف رومیؒ نے اسی کو یوں نقل فرمایا ہے ؎

گفت آں اللہ تو لبیکِ ماست
آں نیاز و درد و سوزت پیکِ ماست

تیرا اللہ کہنے کے بعد اللہ کہنا یعنی ذکر کرنا ہی اللہ جل شانہٗ کی طرف سے لبیک ہے اور تیرا نیاز، دردِ عشق اور سوز حق تعالیٰ کی طرف سے پیغام ہے۔

بعض لوگوں کو یہ بھی دھوکہ ہوتا ہے کہ ہم گنہگار ہیں اور ہماری زبان ناپاک ہے چنانچہ اس ناپاک زبان سے اللہ تعالیٰ کا کیسے لیں — تو اس کا جواب عارف رومیؒ یوں ارشاد فرماتے ہیں ؎

ذکرِ حق پاک است چوں پاکی رسید
رخت بر بندد بروں آید پلید
میگریزد ضدہا از ضدہا
شب گریزد چوں برافروزد ضیا
چوں در آید نام پاک اندر دہاں
نے پلیدی ماند و نے آں دہاں

ذکرِ حق پاک ہے جب تم اُس کا ذکر کرو گے تو اُس نامِ پاک کی پاکی تم کو بھی پاک کر دے گی۔ اور تمہاری ناپاکی اور پلیدی اپنا بستر باندھ کر رخصت ہو جائے گی۔ (دیکھو) ہر ضد اپنی ضد سے بھاگ جاتی ہے۔ چنانچہ جب دن نکلتا ہے تو رات بھاگ نکلتی ہے۔ اسی طرح ذکر کا نور جب تمہارے اندر پیدا ہو گا تو تمہاری تاریکی بھی نکل جائے گی (اور تمہارے دلوں میں بھی حق تعالیٰ کی محبت اور معرفت کا نور پیدا ہو جائے گا۔ (یاد رکھو) جب وہ نامِ پاک تمہارے منہ سے نکلے گا تو نہ اس وقت تمہاری پلیدی باقی رہے گی نہ تمہارا منہ ہی وہ رہے گا۔

حضور نبی کریم فداہ ابی و امی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے۔

لِکُلِّ شَیْءٍ صِقَالَۃٌ وَصِقَالَۃُ الْقُلُوْبِ ذِکْرُ اللّٰہِ۔

ہر شے کے لئے ایک صیقل ہے (جس سے اس پر چمک آتی ہے جیسے تانبے کے لئے قلعی اور لوہے اور لکڑی کے لئے پالش) اور دلوں کا صیقل اللہ کا ذکر ہے یعنی قلب کے زنگ کو دور کرنے اور اس پر نورِ معرفت کی پالش کرنے والی چیز ذکر اللہ ہی ہے — اس لئے اگر ایک مردِ مومن چاہتا ہے۔ کہ اس کے قلب میں نورِ معرفت اور صیقل پیدا ہو تو اسے چاہیئے۔ کہ مخلوق میں سے سب سے بڑے ذاکر جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر کثرت سے اللہ کی یاد کرے۔ کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق کے علاوہ اب کوئی دوسرا طریق عند اللہ مقبول نہیں صرف آمنہ کے لال کا طریقہ ہی اللہ کے نزدیک محبوب و مطلوب ہے — بہرحال جب ذکرِ الٰہی کثرت سے کیا جائے گا تو اُس کی برکت سے دل کا زنگ دور اور آئینہ قلب صاف و شفاف ہو جائے گا۔ جس طرح صاف شیشہ میں کسی چیز کا عکس پڑا کرتا ہے۔ اسی طرح اللہ کے انوار و تجلیات کا عکس اور پرتو بھی دل کے صاف و شفاف آئینے پر پڑے گا۔ اور قلب نورِ معرفت سے بھر جائے گا۔

ذکر اللہ سے شیطانی اثرات زائل ہو جاتے ہیں

ارشاد نبویؐ ہے کہ آدمی کے قلب کو شیطان چمٹا رہتا ہے۔ جونہی اس نے یادِ الٰہی کی اور ذکر اللہ میں مشغول ہوا شیطان اُسی دم کھسک جاتا ہے اور جونہی آدمی ذکر سے غافل ہوا وہ وسوسے ڈالنے شروع کر دیتا ہے — اور یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ جو شے اللہ کے ذکر اور اس کی یاد سے غافل ہوتی ہے۔ وہی مصیبتوں اور پریشانیوں میں گرفتار ہوتی ہے —

حضرت ذوالنونؒ مصریؒ کا واقعہ

کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ مچھلیاں پکڑ رہے تھے۔ اور مچھلیاں پکڑ پکڑ کر اپنی لڑکی کو دیتے جاتے تھے۔ لڑکی ان مچھلیوں کو دریا میں چھوڑتی جاتی تھی — تھوڑی دیر کے بعد حضرت ذوالنونؒ نے لڑکی سے دریافت کیا کہ مچھلیاں کہاں ہیں۔ اُس نے کہا "میں نے تو دریا میں چھوڑ دیں" درباپ نے حیرت سے دریافت کیا "ایسا کیوں کیا؟" اُس نے کہا "میں نے آپ سے سُنا ہے کہ جب جانور خدا کی یاد سے غافل ہوتے ہیں۔ تو شکار ہو جاتے ہیں۔ اس لئے جو مچھلیاں آپ کے جال میں پھنس رہی تھیں وہ وہی مچھلیاں تھیں جو خدا کی یاد سے غافل تھیں۔ مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں ان غافل اور مغفل مچھلیوں کو کھا کر ہم بھی یادِ خدا سے غافل نہ ہو جائیں۔ اس لئے ساری مچھلیاں چھوڑ دیں ہیں"

برادرانِ عزیز! یہی حال انسانوں کا ہے وہ جب ذکر اللہ سے غافل ہوتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ انہیں بھی طرح طرح کی مصیبتوں میں گرفتار کر دیتے ہیں۔ ان کے دل کا چین رخصت ہو جاتا ہے — اور وہ بے اطمینانی کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ خواہ انہیں کتنی ہی دنیوی نعمتیں نصیب کیوں نہ ہوں۔ اس سلسلے میں واضح طور پر ارشادِ ربانی قرآنِ عزیز میں موجود ہے۔

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔

خبردار! اللہ کے ذکر کے سوا دلوں کو چین نہیں ملتا —

ذکرِ الٰہی مُوجبِ نجات ہے

حضرت حق شانہٗ نے والصّٰفّٰت میں فرمایا ہے

فَلَوْلَا اَنَّہٗ کَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ لَلَبِثَ فِیْ بَطْنِہٖۤ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ۝

ترجمہ: یعنی اگر حضرت یونس علیہ السلام خدا کی تسبیح نہ کرتے تو وہ قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں ہی مقید رہتے — اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی تسبیح اور اس کا ذکر پریشانیوں اور مصائب کو دور کر دیتا ہے حتّٰی کہ عذابِ الٰہی تک کو روک دیتا ہے — چنانچہ حدیث نبویؐ میں ارشاد ہے کہ ذکر اللہ سے بڑھ کر کوئی عمل بھی عذابِ الٰہی سے نجات دلانے والا نہیں "—

پریشانیوں، کرب اور بے چینی سے بچنے کا نسخہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص مصیبت اور پریشانی میں مبتلا ہو۔ تو اُس کو چاہیئے

اَللّٰہُ اَللّٰہُ رَبِّیْ لَا اُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا کہا کرے اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت دفع کر دے گا۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ

قسط دوم

اسلام کے بُنیادی عقائد و تعلیمات

از مولانا محمد الیاس صاحب خطیب جامع مسجد پٹو بیاں ...... لاہور
(حال اکیڈمی علوم اسلامیہ سرآب کوئٹہ)

عقیدۂ رسالت

مسئلہ توحید کی طرح نبوت پر ایمان لانا بھی صرف اسلام کا نہیں بلکہ تمام مذاہب سماویہ کا بنیادی عقیدہ رہا ہے۔ ہم اس کی عقلی ضرورت و شرعی حقانیت پر مختصر سا ذکر کرنا چاہتے ہیں۔ انسان کو اللہ نے پیدا کیا تو تدریجاً اس کی رہنمائی کے لئے اسے مختلف ہدایتوں سے نوازا ہے۔ ہمارے سامنے سب سے اول انسان کی ہدایت، وجدان کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے۔ بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو وجدانی ہدایت سے وہ ماں کے پستان کو چوس کر غذا حاصل کرتا ہے۔ یہ چوسنے کا فن اس نے کہیں سے نہیں سیکھا نہ وہ سیکھنے کی عمر میں ہوتا ہے۔ انسان کے علاوہ حیوانات تک میں بھی ہدایت وجدان نظر آئے گی مرغی کا چوزہ ماں کی آواز اور چیل کی جھپٹ کو جانتا ہے۔ بطخ کا بچہ جھیل میں کود کر تیرنے لگ جاتا ہے یہ سب وجدان کی کرشمہ سازیاں ہیں ہیں۔ جب آدمی کی عمر ترقی کر جاتی ہے اور وہ چلنے پھرنے اور کھانے پینے کے قابل ہو جاتا ہے۔ تو اس ہدایت کی تکمیل کے لئے ایک اور ہدایت اسے دیجاتی ہے جسے ہم ہدایت احساس کہہ سکتے ہیں۔ اب وہ آنکھ سے دیکھ کر کان سے سُنکر زبان سے چکھ کر ناک سے سونگھ کر ہاتھ وغیرہ سے ٹٹول کر راہِ زندگی پر چلتا ہے۔ جب عمر کے ایک ذمہ دار حصہ میں آدمی پہنچ جاتا ہے۔ تو کچھ مسائل ایسے پیش آتے ہیں جن کا حل نہ وجدان سے ہوتا ہے اور نہ حواس ظاہرہ سے بلکہ ان کا حل صرف عقل سے ہوتا ہے۔ پس اس مرحلہ پر اللہ کی طرف سے چشمِ عقل کو وا کر دیا جاتا ہے۔ آج کی ترقیات جن سے دنیا کی آنکھیں خیرہ ہو رہی ہیں۔ اور ستاروں پر کمندیں ڈالنے کے عزائم عمل سے آراستہ ہو چکے ہیں۔ یہ بجز ہدایت عقل کے اور کس کام ہے۔ مگر اس موقعہ پر بھی انسان کے تمام امور حل نہیں ہو جاتے۔ عقل کمالات کے اعتراف اور اللہ کی نعمت عظمیٰ ہونے کے ساتھ اس امر کا اقرار کرنا پڑتا ہے۔ کہ عقل معصوم نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی اپنے دائرہ سے باہر نکل کر انسانی سعادتوں اور روحانی مرتبوں کا احاطہ کر سکتی ہے

اگر حواس کی غلطی پر اطلاع کے لئے عقل کی ضرورت ہے تو لازماً عقل کی غلطی پر اطلاع کے لئے کوئی اور ہدایت ہونی چاہیئے۔ ورنہ سلسلۂ ہدایت ناقص اور نامکمل رہ جاتا ہے۔

علّامہ ابنِ خلدون فرماتے ہیں۔ "عقل سے اس کے دائرہ کی چیزیں معلوم ہو سکتی ہیں۔ لیکن اگر یہ چاہو کہ اس سے خداوند ذو الجلال کی ذات وصفات اور عالمِ غیب اور عالمِ ملکوت کی چیزوں کو معلوم کرو۔ تو یہ ناممکن ہے۔ مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ عقل بیکار ہے۔ ہاں یہ کہہ سکتے۔ کہ بارگاہ قدس اور عالم غیب کی معرفت میں قاصر و درماندہ ہے اپنے دائرہ کی چیزوں کے معلوم کرنے کی صحیح میزان ہے جیسے سونے چاندی تولنے کی ترازو سے سونے چاندی کا وزن تو معلوم ہو سکتا ہے۔ لیکن اس سے پہاڑوں کے وزن کا تصور کرنا حماقت ہے۔"

(مقدمۂ ابن خلدون صفحہ ۲۵)

پس آخری ہدایت وہ ہے جسے نبوت اور رسالت سے تعبیر کیا جاتا ہے، اور جہاں عقل کی رسائی نہیں ہوتی یا جس موقعہ پر عقل غلطی کر جاتی ہے تو وہاں یہ ہدایت معصوم کام دیتی ہے۔ اس لئے انبیاء علیہم السلام کے متعلق مسلمانوں کا ایمان ہے۔ کہ وہ گناہوں سے پاک ہوتے ہیں۔ اور بلحاظ پیکر جسمانی انسان اور حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ مگر روحانی کمالات کے لحاظ سے وہ فرشتوں سے بھی فائق ہیں۔ اور وہ موجودات غیر حسیہ کو ان کی اصلی حالت پر دیکھتے ہیں۔ ان کا وعظ وارشاد اور ان کی صحبت انسان میں کمال باطنیہ پیدا کرنے کے لئے اکسیر سے زیادہ ہے ان کی ہی زندگی ہدایت کا کامل نمونہ اور ان کی طرز و روش فطرت الٰہیہ کا پورا پیمانہ ہے۔ کہ وہ اس کے مطابق نہیں وہ یقیناً غلطی پر ہے۔ اس لئے جب سے نسلِ انسانی کا سلسلہ جاری ہوا ہے۔ ہدایت نبوت ورسالت کا سلسلہ بھی اللہ تعالےٰ نے ساتھ ساتھ جاری رکھا ہے مگر جیسے ہر ابتدا کی لازماً انتہا ہوتی ہے۔ اسی طرح جب ہزاروں برسوں میں انسانی تمدن اور ان کے اخلاق وعادات کو ایک ایسی حد تک پہنچ گئے۔ اب جو نئی بات انسانی سعادت وشقاوت کی پیدا ہوگی۔ ان ہی اصول سابقہ کی ایک جزی ہوگی۔ تو ہمیشہ کے انقلاب نبوت کی بجائے اللہ کریم نے اس سلسلہ کو خاتم انبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دیا اور آپکو ہدایت کا وہ کامل اور مکمل نمونہ بنایا۔ جو ہر ملک اور ہر قوم کی ہمیشہ کی ضرورتوں کے لئے نسخۂ شفا ہے۔ جیسے جسمانی عوارض اور بیماریوں کے لئے مختلف ڈاکٹر، حکیم اور معالج اللہ نے پیدا فرمائے ہیں۔ جن سے پوری دنیا نفع اٹھا رہی ہے۔ اگر روح کی بیماریوں اور علاج کے لئے کوئی معالج ہوتا تو یہ کس قدر حکمت اور عدل کے خلاف ہوتا۔ اس لئے کہ جسم میں اشرف چیز روح ہی ہے۔ روح نہ ہو تو جسم کیڑوں کا مسکن بن جاتا ہے پس جسم کی حفاظت تو کرائی جاتی مگر روح کو اس کے امراض کے حوالے کر دیا جاتا کہ وہ شرک، کفر، بدعت، زنا، چوری، ظلم، تکبر، کینہ، عداوت، جھوٹ خیانت وغیرہ امراض روحانی کا شکار ہو کر رہ جائے تو انسان ایک بولنے والا جانور کیا اس سے بھی بدتر ہو کر رہ جاتا۔

اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ۝ (القرآن)

یہ چوپائے ہی نہیں بلکہ ان سے بھی بدتر ہیں۔ مگر اللہ کی شانِ رحمت نے یہ گوارا نہ کیا۔ پھر جیسے حکومت کی طرف سے جسمانی امراض کے شفا خانے قائم کئے جاتے اور ڈاکٹر متعین کئے جاتے ہیں۔

یونہی احکم الحاکمین نے ان روحانی امراض کے لئے روحانی طبیب بھیجے تاکہ روحانی مریضوں کو شفا حاصل ہو۔ اور ابدی ہلاکت سے وہ بچ جائیں۔ آپ سمجھتے ہیں کہ ڈاکٹر کی بات کو ماننا کس قدر ضروری ہوتا ہے۔ یونہی علاج روحانی میں بھی بجز اتباع کے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ اب تمام دنیا کا مکمل اور جامع علاج لے کر روحانی دنیا کے طبیب اعظم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز عالم ہوئے اور اب قیامت تک اس شفا خانہ جہاں میں انہی کا نسخہ چلے گا اور اس میخانہ عالم میں انہی ساقی کوثر کا جام گردش کرے گا۔

علامہ اقبالؒ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

بمصطفےٰؐ برسان خویش را کہ دین ہمہ اوست
اگر باو نرسیدی تمام بولہبی است

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ۝

آپ اعلان کر دیں کہ لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں۔ رسول علیہ التسلیم کو ماننے کا یہی مطلب ہوتا ہے کہ جو بات بھی عقیدہ یا عمل سے متعلق بتلائیں اس پر کامل یقین رکھا جائے۔ اور اس پر عمل کیا جائے ورنہ یہ تو ایسا ہوگا۔ جیسے ایک شخص کہے۔ میں صدر مملکت کو مانتا ہوں۔ مگر ان کے قانون اور آرڈر کو نہیں مانتا۔ تو کون عقلمند باور کرے گا۔ کہ یہ صدر مملکت کو مان رہا ہے۔ پس ایمان لانے کے معنی اس وقت صحیح ہو سکے گا۔ جبکہ ان کی تمام باتوں یعنی احادیث پر ایمان رکھے اور ان پر عمل کے لئے انکار نہ کرے عمل پر ابھارنے میں کہ آدمی اتباع پر آمادہ ہو جائے

ایک زبردست محرک خوف محاسبہ بھی ہے اس لئے ہم نبوت کے بعد خوف محاسبہ یعنی عقیدہ آخرت کا ذکر مناسب سمجھتے ہیں

عقیدۂ آخرت

تمام انبیاء علیہم السلام کی بنیادی مشترک تعلیمات میں ایک عقیدہ آخرت کا تصور بھی ہے اور اسی بات سے اس نظریہ کی اہمیت میں واضح ہوجاتی ہے کہ عقیدۂ آخرت کا اجمالی خاکہ یہ ہے کہ اس دنیا کی زندگی کے بعد ایک اور جہان میں دوسری زندگی آنے والی ہے - اور وہاں انسان کو اس دنیا کے اچھے یا برُے اعمال کی جزا اور سزا ملے گی قرآن و حدیث میں اس کی پوری تفصیل دی گئی ہے ہم حسب سابق اس عقیدہ پر بھی عقلی اور شرعی دلائل کے ساتھ کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں - ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ایک انسان جو کہ مختلف اور متضاد عناصر کا مجموعہ ہے - اپنی زندگی میں تین ادوار سے گزرتا ہے - طفولیت، جوانی اور بڑھاپا - اور ان ادوار سے گزرنے کے بعد وہ موت کی آغوش میں پہنچ جاتا ہے - یہی حال تمام حیوانات و نباتات کا ہے اب جب ہم اس کائنات پر نظر ڈالتے ہیں تو یہ بھی متضاد اور مختلف عناصر کا مجموعہ نظر آتی ہے اور جب ان عناصر کا ٹکراؤ ہوتا ہے - تو حادثات بھی پیدا ہوتے ہیں - جیسے انسان میں یہی حالت ہے تو جہاں میں کبھی زلزلہ، کبھی سیلاب اور کبھی طوفان کے امراض پیدا ہوتے ہیں - پھر قرآن حکیم سے اس کی طفولیت، جوانی اور بڑھاپے کے اشارات بھی ملتے ہیں - حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نوح ع کا زمانہ لڑکپن کا ہے - یہی وجہ ہے کہ باوجود دس قرن گزرنے کے صرف ہابیل کے قتل کا واقعہ پیش آیا - جسے لڑکپن کی شرارت کہا جا سکتا ہے - نوح علیہ السلام سے موسیٰ علیہ السلام تک شباب کا زمانہ نظر آتا ہے کہ انبیاء السلام کا مقابلہ مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّۃً (القرآن)

(کون ہم سے زیادہ طاقت ور ہے)

کا نعرہ لگا کر کرنا بچوں کا کام تو نہیں ہوسکتا - اس کے بعد کہولت کا دور شروع ہوا - حق تعالیٰ نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی ایک صفت کَھْلًا وَّ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ بھی فرمائی ہے - یہ وقت جہاں کے حق میں کہولت کا تھا - اس لئے ایک نبی کھل کی بعثت مناسب ہوئی

حدیث میں ہے - رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا --- بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَۃُ کَھَاتَیْنِ
میں اور قیامت ساتھ ساتھ بھیجے گئے ہیں -
اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ (القرآن)
قیامت قریب آگئی الغرض جب اس پر بڑھاپا بھی آچکا ہے تو لازماً موت بھی آئے گی - اور موت نام ہے روح کے انفصال اور جدا ہونے کا تو حدیث میں اس کی روح بھی بتائی گئی ہے

لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی یُقَالَ اللہُ اللہُ

یعنی جب تک اللہ اللہ کہا جائے گا - تو قیامت قائم نہ ہوگی - معلوم ہوا کہ ذکر الٰہی روح کائنات ہے - جب اس روح کا تھامنے والا کوئی نہ رہے گا - تو قیامت قائم ہوجائے گی اور صفحۂ عالم لپیٹ دیا جائے گا - اس ترقی یافتہ دور میں دنیا کے ختم ہوجانے کا نظریہ اب عقل و اذہان کے قریب آچکا ہے - روس اور امریکہ نے اس پوری دنیا کو ہلاک کردینے کے لئے کئی طرح کے ہتھیار تیار کر لئے ہیں - اور ایک دوسرے کو دھمکیاں دیتے رہتے ہیں - اگر انسان اپنے وسائل سے اس دھرتی کو مٹانے کے لئے پر تول کرسکتا ہے - تو جو خالق وسائل ہے - اس کی قدرت کے سامنے کونسا امر ہے جو نہیں ہوسکتا - وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (القرآن)
وہ ہر چیز پر قادر ہے -

پھر یہ امر بھی قابل غور ہے کہ اس دنیا میں بسا اوقات نیک آدمی تنگی اور بظاہر پریشانی کی زندگی گزارتا ہے - اور بدکار شریر آدمی عیش و عشرت میں مرجاتا ہے - تو اب ہر دو کے اعمال کا صلہ اور بدلہ نہ دیا جائے - تو اللہ کی شان عدل کے خلاف ہے - اور چونکہ اس دنیا میں نیک و بد دونوں نے مل کر رہنا ہے - اس لئے یہاں کامل تفریق نہیں ہوسکتی اور نہ ہی یہ جہاں صفت جمال و کمال کا کامل مظہر بننے کا متحمل ہوسکتا ہے - اس لئے اللہ نے ہو سکے نفس کے بندوں کے لئے صفت جلال کا کامل مظہر جہنم کو ان کا ٹھکانا بنایا ہے - جہاں صرف قہر و عذاب ہی ہے - اور صفت جمال کا کامل مظہر جنت کو بنایا ہے - جس میں اس کے نیک بندے رہیں گے اور جہاں صرف راحت و آرام ہی ہے اور یہی عین اقتضائے عدل ہی ہے - اور اس بات میں ہی کوئی شک نہیں کہ عقیدۂ آخرت اور خوف محاسبہ کے بغیر بہت کم لوگ اعمال حسنہ پر کاربند ہوتے ہیں اور آج بھی جن لوگوں کا ایمان قیامت پر نہیں ہے یا کمزور ہے ان کی زندگی شتر بے مہار کی طرح ہے اور ان کی نیکی بدی کے پیمانے بدلتے رہتے ہیں - اور جن کے قلوب میں اللہ کا خوف ہے - ان کی زندگی ضبط و نظم اور نیکی و پارسائی سے گزرتی ہے - اور ان کی جلوت و خلوت میں کوئی امتیاز نہیں ہوتا - پھر اللہ ہی ان کی قدردانی فرماتے ہیں

(جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا وہ جنتی ہے) گو اسلام کے بنیادی عقائد ان ... تین کے سوا اور بھی ہیں - مگر ہم ان ہی پر اکتفا کر کے ان کے تقاضوں کے بارے میں بھی کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں - اسلام کی تعلیمات گویا اس کے عقائد کا تقاضہ ہیں - یا یوں تعبیر فرما لیجئے - کہ عقائد کا حصہ ایمانیات کا تھا اور اب ان عقائد اور ایمانیات کا اظہار اسلام کے عنوان سے کر رہے ہیں -

اسلام کی تعلیمات

تعلیمات یا عمل شریعت ہیں - عبادات، معاملات، اخلاق، سیاسیات - یہ سب چیزیں آ جاتی ہیں - مگر ان سب میں اہم درجہ عبادات کا ہے اور عبادات کی اصلاح کامل سے ہر شعبہ میں چاہیے وہ معاملات کا ہو یا اخلاق کا حسن پیدا ہوجاتا ہے - اس لئے ہم یہاں صرف عبادات پر مختصراً عرض کرنا چاہتے ہیں - رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جب اسلام کے بارے میں سوال ہوا تو آپ نے پانچ چیزوں کا ذکر فرمایا -

(۱) کلمہ (۲) نماز (۳) روزہ (۴) حج (۵) زکوٰۃ

کلمہ

اسلامی معاشرہ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس کا داخلہ انتہائی آسان ہے - بس ایک کلمہ پڑھا، اور کایا پلٹ گئی - سالہا سال کی کافرانہ زندگی ختم ہوگئی - اور ملت اسلامیہ کا وہ شخص مستحق ہوگیا - "اَلدِّیْنُ یُسْرٌ" (دین آسان ہے) کا اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہوگا - تاہم اسلامی زندگی کے فضائل حاصل کرنے کے لئے اور دینی معاشرہ کا رکن بننے کے لئے اور اعمال بھی بعد میں کرنے پڑیں گے -

نماز

عبادات میں سب سے جامع اور اکمل عبادت نماز ہے - بعض محققین نے ایمان کا معنی نماز کا کیا ہے - اور اس لئے کہ اس کے تارک کا فعل کفر کا فعل حدیث میں قرار دیا گیا - گو وہ کافر نہیں - اللہ کی صفات میں سے حاکمیت اور محبوبیت عبادت کی متقاضی ہوتی ہے - اور نماز کا تعلق دونوں صفتوں سے ہے - جب ہاتھ باندھ کر دست بستہ آدمی کھڑا ہوتا ہے - تو گویا وہ محکوم ہو کر حاکم اعلیٰ کے سامنے حاضری بھر رہا ہے - اور جب باطن نماز کو دیکھا جائے تو حدیث

قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ

میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے سے معلوم ہوتا ہے - کہ اس کی روح میں عشق کی لذت اور محبت کا سوز و گداز بھرا ہوا ہے - اور کامل طور پر ادا کرنے والا تمام فواحشات اور منکرات سے بچ جاتا ہے

روزہ

اس عبادت کا تعلق صفت محبوبیت سے ہے

عاشق اپنے محبوب کی خاطر کھانا پینا اور نفسانی تقاضوں کو چھوڑ دیتا ہے۔ روزہ سے انسان کی صفت ملکوتی کو ترقی ہوتی ہے اور قناعت صبر و تقویٰ کی صفات نشوونما پاتی ہیں۔ جبکہ زبان کان اور سارے اعضاء کا روزہ رکھا جائے۔ کہ انہیں ممنوعات سے بچائے

زکوٰۃ

اس عبادت کا تعلق خالصتاً حاکمیت باری تعالےٰ سے ہے کہ میرا اپنا کچھ نہیں بس ان کے حکم سے کماتا اور خرچ کرتا ہوں۔ یہ حقیقت ہے کہ اکثر رذائل کی جڑ دنیا اور مال کی محبت ہے اور زکوٰۃ حب مال کو توڑنے کا خاص ذریعہ ہے اگر اسے نیت خالص سے ادا کیا جائے تو بے شمار برکات حاصل ہوتی ہیں۔ اور مال پاک ہو جاتا ہے

حج

اس عبادت کا تعلق خالصتاً صفت محبوبیت سے ہے۔ کہ اپنے محبوب کے آستانہ پر پہنچنے کے لئے، وہ بر و بحر کو عبور کرتا ہے۔ بال بڑھ رہے ہیں ناخن زیادہ ہو چکے ہیں۔ لباس ابراہیمیؑ کہ خالصتاً عاشقانہ لباس ہے وہ زیب تن کر لیا ہے۔ اور کبھی روتا ہے، کبھی چکر لگاتا ہے۔ کبھی لپٹتا ہے۔ کبھی بلندی سے اُسے پکارتا ہے۔ کبھی دھیمی آواز سے اس کا نام لیتا ہے۔ غرضیکہ عاشق صادق سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے عشق و محبت کی داستان دوہراتا ہے۔

اسرار عبادات

عبادت کا تعلق صرف اللہ سے ہوتا ہے اور اس میں کسی اور کی نیت سے خلوص مٹ کر شرک کا درجہ پیدا ہو جاتا ہے۔ تاہم از خود کچھ برکات ہیں جن کو ان عبادات کا موضوع اور اصلی مقصد تو بالکل نہ سمجھنا چاہیئے۔ لیکن وہ ثمرات کے طور پہ حاصل ہو جاتی ہیں۔ نماز سے اوقات کی پابندی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اور جماعت کے ساتھ پڑھنے سے اجتماعیت کا شعور ابھرتا ہے۔ جس سے معاشرہ کے سینکڑوں فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔ روزہ سے غریب کے ساتھ عملی ہمدردی پیدا ہوتی ہے کہ فاقہ کسے کہتے ہیں۔ قوت ارادی بڑھتی ہے۔ اور محنت و مشقت کا عادی ہو جاتا ہے۔ زکوٰۃ سے غریب و امیر کے درمیان الفت اور محبت کا ربط قائم ہوتا ہے۔ جو اشتراکیت کو روکنے میں انتہائی ضروری ہے۔ اور سرمایہ داریت کے غلط رجحانات کو ختم کرنے میں معاون ہے۔ حج سے مساواتی شعور پیدا ہوتا ہے۔ اور اجتماعی فکر پیدا کرنے کا بہترین موقعہ ہوتا ہے۔ مگر یاد رہے کہ عبادات کا موضوع یہ اسرار اور حکمتیں نہیں ہیں۔ اصل موضوع اللہ سے تعلق پیدا کرنا ہے کہ

ص ۲۲

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عن جابر قال انا یوم الخندق نحفر فعرضت كدية شديدة فجاؤا النبي صلى الله عليه وسلم فقالوا هذه كدية عرضت في الخندق فقال انا نازل ثم قام وبطنه معصوب بحجر ولبثنا ثلثة ايام لا نذوق ذواقا فاخذ النبي صلى الله عليه وسلم المعول فضرب فعاد كثيبا اهيل فانكفات الى امراتي فقلت هل عندك شيء فاني رايت بالنبي صلى الله عليه وسلم خمصا شديدا فاخرجت جرابا فيه صاع من شعير ولنا بهيمة داجن فذبحتها وطحنت الشعير حتى جعلنا اللحم في البرمة ثم جئت النبي صلى الله عليه وسلم فساررته فقلت يا رسول الله ذبحنا بهيمة لنا وطحنت صاعا من شعير فتعال انت ونفر معك فصاح النبي صلى الله عليه وسلم يا اهل الخندق ان جابرا صنع سورا فحي هلا بكم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تنزلن برمتكم ولا تخبزن عجينتكم حتى اجيء وجاء فاخرجت له عجينا فبصق فيه وبارك ثم عمد الى برمتنا فبصق وبارك ثم قال ادعي خابزة فلتخبز معك واقدحي من برمتكم ولا تنزلوها وهم الف فاقسم بالله لاكلوا حتى تركوه وانحرفوا وان برمتنا لتغط كما هي وان عجيننا ليخبز كما هو۔

ترجمہ: حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ غزوہ احزاب میں ہم خندق کھود رہے تھے ایک سخت پتھر نکل آیا۔ (جو کسی طرح نہ ٹوٹتا) صحابہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ایک سخت پتھر خندق کے اندر نکل آیا ہے۔ آپ نے فرمایا مَیں خندق میں اتر کر دیکھوں گا۔ یہ فرما کر آپ کھڑے ہو گئے اور حالت یہ تھی کہ شدت بھوک سے آپ کے پیٹ پر پتھر بندھا ہوا تھا اور تین دن سے ہماری حالت یہ تھی کہ ہم نے چکھنے کی کوئی چیز نہیں چکھی تھی (یعنی تین روز سے کچھ نہ کھایا تھا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کدال ہاتھ میں لے لیا اور پتھر پر مارا وہ سخت پتھر پھسلنے ریت کے مانند ہو گیا۔ جابرؓ کا بیان ہے کہ اس کے بعد مَیں وہاں سے اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا۔ اور اپنی بیوی کے پاس جا کر کہا۔ کیا تمہارے ہاں کھانے کی کوئی چیز ہے؟ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت بھوکا پایا۔ میری بیوی نے ایک تھیلا نکالا۔ جس میں ایک صاع جَو تھے (یعنی ساڑھے تین سیر کے قریب) اور ہمارے پاس ایک گھر کا پلا ہوا بھیڑ کا بچہ تھا۔ مَیں نے اس بچّہ کو ذبح کیا اور میری بیوی نے آٹا پیسا۔ پھر مَیں نے ہانڈی میں گوشت ڈال کر اس کو چڑھا دیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آہستہ سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے بھیڑ کا ایک بچّہ ذبح کیا ہے اور ایک صاع جَو پیسے ہیں۔ آپ اپنے چند دوستوں کے ساتھ تشریف لے چلئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سُن کر بلند آواز سے پکار کر فرمایا۔ خندق والو! چلو جابرؓ نے کھانا کھلانے کے لئے تیار کیا ہے۔ ہاں جلدی چلو۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔ تم اپنی ہانڈی چولھے سے نہ اُتارنا اور آٹا نہ پکانا جب تک کہ میں نہ جاؤں۔ چنانچہ آپ تشریف لائے اور مَیں گندھا ہوا آٹا حضورؐ کے روبرو لے آیا۔ آپ نے آٹے میں آب دہن ڈالا اور برکت کی دعا کی۔ پھر ہانڈی کی طرف بڑھے اور اس میں بھی دہن مبارک کا لعاب ڈالا اور برکت کی دعا کی۔ اور پھر فرمایا۔ کہ روٹی پکانے والی کو بلا۔ کہ وہ تیرے ساتھ روٹی پکائے اور سالن ہانڈی میں سے نکال اور ہانڈی کو چولھے پر رہنے دو۔ جابرؓ کا بیان ہے کہ خندق والے ایک ہزار آدمی تھے۔ خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ سب نے کھانا کھا لیا۔ اور باقی چھوڑ دیا اور واپس چلے گئے اور ہماری ہانڈی بدستور بھری ہوئی تھی جیسی کہ کھانا کھلانے سے پہلے تھی اور آٹا پکایا جا رہا تھا جیسا کہ وہ شروع میں تھا۔

(بخاری و مسلم)

بجز عبادات کے اور کسی بھی چیز سے یہ تعلق نصیب نہیں ہوتا۔ اور یہ نصیب ہو جائے تو

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

قسط (۲)

خطرے کا بگل

منہاج سابق ڈیوڈ منہاس لاہور

۲۔ بہتر سے مسلمان اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ عیسائی مشنریوں کو برطانیہ اور امریکہ وغیرہ سے سے ایڈ کی شکل میں بے شمار روپیہ ملتا ہے۔ کسی حد تک یہ بھی درست ہے لیکن مشنریوں کی سب سے بڑی ایڈ جہاں سے وہ کافی روپیہ حاصل کرتے ہیں۔ اور پاکستان میں ان کے سینکڑوں سکول و کالج ہیں۔ جن کے ذریعہ سے وہ ہمارا خون نچوڑ کر نہ صرف عشائے ربانی (عیسائیوں میں ایک عبادت جس میں شراب پی جاتی ہے) کی شکل میں پیتے ہیں۔ بلکہ وہ اس روپیہ کے مصرف سے ہزاروں مسلمانوں کے ایمان کو بھی خرید لیتے۔ مثال کے طور پر میں بہاولپور کے ایک مسیحی مشنری سکول کو پیش کرتا ہوں۔ ون یونٹ کے بعد پہلی مرتبہ منظم طور عیسائی مشنریوں نے ریاست بہاولپور میں قدم رکھا اور بہاولپور میں انہوں نے پچاس لاکھ روپیہ کے مصرف سے ایک ہسپتال، ایک سکول تعمیر کیا اور ابھی گرجا گھر زیر تعمیر ہے۔ بہاول پور کے اس چھوٹے سے مشنری سکول میں ۶۰۵ لڑکے لڑکیاں زیر تعلیم ہیں۔ جن میں سے ۵ عیسائی اور چھ سو مسلمان لڑکے لڑکیاں ہیں۔ ہر طالب علم بیس روپیہ ماہانہ فیس ادا کرتا ہے اس طرح بہاولپور کے اس مشنری سکول کی ماہانہ آمدنی ۶۰۰ × ۲۰ = ۱۲۰۰۰ روپیہ (بارہ ہزار روپیہ) اور سالانہ آمدنی ۱۲۰۰۰ × ۱۲ = ۱۴۴۰۰۰ روپیہ (ایک لاکھ چوالیس ہزار) ہوتی ہے اگر چوالیس ہزار سالانہ اسکول کا خرچہ نکال دیا جائے تو باقی ایک لاکھ روپیہ بہاول پور جیسے معمولی شہر سے ہر سال کلیسا کے خزانہ میں جمع ہوتا ہے۔

ناظرین غور فرمائیں کہ جو مشنری بہاول پور جیسے چھوٹے شہر کے چھوٹے سکول کے ذریعہ سے ایک لاکھ روپیہ سالانہ کما سکتے تو پھر یہ مشنری لاہور، کراچی، راولپنڈی پشاور وغیرہ جہاں ان کے سینکڑوں مشنری سکول ہیں۔ اور ان میں ہزاروں کی تعداد میں مسلمان لڑکے اور لڑکیاں زیر تعلیم ہیں اور ان شہروں کے ان اسکولوں کی فیسیں بھی بیس روپیہ سے زیادہ ہیں تو پھر یہ کیا وجہ ہے کہ مذکورہ بالا شہروں کے سکولوں کے ذریعہ سے کم از کم بیس کروڑ روپیہ سالانہ نہ کما سکتے ہوں۔

اے میرے نادان مسلمان بھائیو! خدا تمہیں ہدایت دے اور اگر نہ مانو تو تمہیں سخت ترین سزا دے جو بے رحم قصاب کی طرح امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل کو اپنے ہاتھوں نہ صرف ذبح کر رہے ہوں بلکہ برطانیہ اور امریکہ کی حیثیت میں مملکت خداداد پاکستان میں ان نامختون اور خطرناک عیسائیوں کے مشن کو تقویت پہنچا کر اسلام کے لئے بدنما داغ بن رہے ہوں۔ یاد رکھو آئندہ کا اسلامی مؤرخ تمہاری اس حرکت کے سبب سے تمہیں امت مسلمہ کا غدار قرار دے کر تاریخ میں جگہ دے گا۔

اے میرے بھائیو آپ نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ یہ مشنری ملکی و غیر ملکی عیسائی کروڑوں روپیہ جدید تعلیم کے نام پر ہماری ہی قوم و اولاد کو برباد کرنے کے عوض ہم سے وصول کرتے ہیں۔ یہ روپیہ کہاں جاتا ہے؟

بھائیو یوں سمجھو کہ ہماری جوتی ہمارے ہی سر۔ مطلب یہ ہے کہ عیسائی مشنری ہم سے حاصل کئے ہوئے اس روپے کو اسلامی تعلیمات اور اسلامی عقائد پر نکتہ چینی کرنے، تاریخ اسلام کو بگاڑنے، مسلمانوں میں پھوٹ ڈلنے، فرقہ وارانہ باتوں کو ہوا دینے کے لئے علمائے سوء اور غداران اسلام پر نہ صرف خرچ کرتے ہیں بلکہ ہمارے مفلس اور قلاش مسلمان بھائیوں کو مرتد کرنے کے لئے ان پر اسی روپے کی بارش برسا دیتے ہیں۔ اگر مجھے یہ خطرہ درپیش نہ ہوتا کہ میرا یہ مضمون پڑھ کر مادہ پرست اور لادین قسم کے مسلمان صلیب کے علمبرداروں کی آستانہ بوسی کرتے ہوئے فخر محسوس کریں گے تو میں ان تمام ذرائع اور طریقوں کا بھی مفصل ذکر کرتا جن ذرائع سے عیسائی مشنری علمائے سوء اور غداران اسلام سے رابطہ قائم کر کے مسلمانوں کی اسلامی اخوت کو پارہ پارہ کرنے اور انہیں تفرقہ بازی کا نشانہ بنانے کے لیے کس طرح روپیہ انہیں دیتے ہیں۔

مشنری ہسپتال

اسکولوں اور کالجوں کی طرح مشنری ہسپتال بھی خدمت خلق کی آڑ میں روپیہ پیدا کرنے اور مسیحیت کی تبلیغ کرنے کے زبردست مراکز ہیں۔ حیدر آباد سندھ، کنری ضلع تھرپارکر، سکھر، بہاول پور، لاڑکانہ، سیالکوٹ، جلال پور جٹاں، راولپنڈی اور ٹیکسلا کے مسیحی ہسپتالوں میں خدمت خلق کا کام ہوتا ہو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں۔ مبلغین مسیحیت جو وہاں ڈاکٹر، ملبشر کی شکل میں کام کرتے ہیں ان کا مختصر آنکھوں دیکھا حال زیر قلم ہے

ہسپتال کے اوقات تک مریضوں کی خاصی تعداد جمع ہو جاتی ہے۔ عورتوں میں ایک مسیحی عورت مسیحیت پر تقریر کرتی ہے۔ اور مردوں میں ایک پادری صاحب۔ مسیح خدا کا بیٹا، مثالیں دے دے کر مسلمانوں کو سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں اگر کوئی مریض اس تبلیغی مجمع میں شامل نہ ہو یا پادری صاحب پر اعتراض کرے تو اسے دوا وغیرہ سے مایوس ہونا پڑتا ہے

ادویات کی تمام پرچیوں کی پشت پر مسیحی اعتقادات درج ہوتے ہیں۔ مریض کو دوا دینے سے پہلے ڈسپنسر پرچی پر لکھی ہوئی عبارت پڑھنے کا حکم دیتا ہے مریض کے بستر پر سب سے پہلے کتابوں، پمفلٹوں، اور مسیحی رسالوں کو رکھ دیا جاتا ہے اور پھر ایک جوان سال ایک نرس جھک کر بڑے ہی عجیب انداز میں کہتی ہے۔ میاں دل بہلانے کے لئے ان پمفلٹوں کتابوں کا پڑھنا۔ ان میں خداوند یسوع کا تسلی بخش کلام ہے۔ ہفتے میں دو مرتبہ تمام مریضوں کو جو چلنے پھرنے کے قابل ہوں کے درمیان مسیحیت کی عبادت کی جاتی ہے اور مسیحی گیت گائے جاتے ہیں

ہفتہ میں تین دن پادری صاحب چند نوجوان لڑکیوں اور لڑکوں کو لے کر آتے ہیں اور باری باری تمام مریضوں کی چارپائیوں پر جھک کر خداوند یسوع کے نام سے مریضوں کی صحت یابی کے لئے دعا مانگتے ہیں۔ مریض کو بھی پادری صاحب مجبور کرتے ہیں کہ وہ بھی ان کے الفاظ کو دہرائے حالانکہ ان کے الفاظ میں یہ جملہ (میں ایمان رکھتا ہوں خدا کے اکلوتے بیٹے مسیح پر۔الخ) شامل ہوتا ہے۔ مسلمان مریض جو کہ ان کلمات کو کہنا کفر سمجھتا ہے بلکہ شرک لیکن وہاں یہ کلمات زبان پر لانے کے لئے مجبور کر دیا جاتا ہے۔ اکثر اوقات غریب و مفلس قسم کے مسلمانوں کو اس وعدہ پر بھی ہسپتال میں داخل کیا جاتا ہے کہ وہ صحت یاب ہو کر مسیحیت قبول کرے گا۔ ان کے انکار پر انہیں ہسپتال سے خارج کر دیا جاتا ہے۔ پاکستانی اخبارات میں کئی مرتبہ اس قسم کی خبریں شائع ہو چکی ہیں لیکن پاکستانی مسلمان ان باتوں سے بالکل بے خبر ہیں۔

حرف آخر

میں آخر میں ان لوگوں سے مخاطب ہوں جو یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ عیسائیت ہمارے لیئے کوئی مسئلہ ہی نہیں اور نہ ہی ان غیر ملکی و ملکی پادریوں کے وجود سے ہمیں کوئی خطرہ ہے

کسی مذہب یا قوم کو پرکھنے کے لئے اس کے بنیادی اصولوں کو پرکھا جاتا ہے اور کسی فرد یا واحد

کو جانچنے کے لئے اس کے ذاتی کردار کو جانچا جاتا ہے۔ پس ہم اسی مقصد کے لئے عیسائیت کے بنیادی اصولوں اور مسیحی پادریوں کا شخصی کردار جوان کو ان کا مذہب سکھاتا ہے۔ کتاب مقدس بائبل سے پیش کرتا ہوں۔ تاکہ ایسے حضرات مسیحیت کو سمجھنے کی کوشش کریں

شراب پینے کا حکم

اور اس روپے سے جو کچھ تیرا جی چاہے خواہ گائے بیل بھیڑ بکری سے یا شراب مول لے کر اپنے گھر والوں سمیت و خداوند خدا کے حضور کھانا پینا اور خوشی منانا (استثنا ۱۴ : ۲۶)۔

زانی کو انعام دینے کا حکم

اگر کسی آدمی کو کوئی کنواری لڑکی مل جائے جس کی نسبت نہ ہوئی ہو اور وہ پکڑ کر اس سے صحبت کرے اور دونوں پکڑے جائیں تو وہ مرد جس نے لڑکی سے صحبت کی لڑکی کے باپ کو پچاس مثقال (چھیاسٹھ تولے ساٹھ ماشے) چاندی دے اور وہ لڑکی اس کی بیوی بنے (استثنا ۲۲ : ۲۸ و خروج ۲۲ : ۱۶)

سیدنا حضور مسیحؑ کی تعلیم سے انکار

پس آؤ مسیح کی تعلیم کی ابتدائی باتوں کو چھوڑ کر کمال کی طرف قدم بڑھائیں۔ مردہ کاموں سے توبہ کرنے، مردوں کے جی اٹھنے، خدا پر ایمان لانے، بپتسموں، ہاتھ رکھنے اور ابدی عدالت کی تعلیم کی بنیاد دوبارہ نہ ڈالیں، خدا چاہے تو ہم یہی کریں گے (عبرانیوں ۶ : ۱ تا ۶)

جھوٹ بولنا خدا کی رضا ہے

مسیحیت کا سب سے بڑا رسول پولوس کہتا ہے (اگر میرے جھوٹ بولنے کے سبب سے خدا کی سچائی اس کے جلال کے واسطے زیادہ ظاہر ہوتی ہے تو پھر گنہگار کی طرح کیوں مجھ پر حکم لگایا جاتا ہے اور ہم کیوں برائی نہ کریں تاکہ بھلائی پیدا ہو (رومیوں ۳ : ۷ و ۸)

ناظرین غور فرمائیں مسیحیت کے بنیادی اصولوں میں شراب پینا، زنا کرنا جھوٹ بولنا، مسیح کی تعلیم سے انکار کرنا اور برائی کرنا ہیں۔ کیا اسلام انہی خباثتوں کو مٹانے نہیں آیا؟ کیا شراب جھوٹ اور زنا کے ہوتے ہوئے کوئی قوم شر سے محفوظ رہ سکتی ہے۔ زنا تو عیسائیت میں اتنی محبوب چیز ہے کہ محض زنا کو جائز قرار دینے کے لئے ان نامختون عیسائیوں نے بائبل میں اللہ تعالےٰ کے تمام برگزیدہ.... انبیاء کو زانی گردانا ہے یہاں تک کہ حضرت لوطؑ کے متعلق لکھا ہے کہ ان کو ان کی بیٹیوں نے شراب پلا کر باپ کے ساتھ بدفعلی کی معاذ اللہ ثم معاذ اللہ

اس دردناک اور ناقابل برداشت من گھڑت کہانی کے آخری الفاظ یہ ہیں۔ سو لوط کی دونوں بیٹیاں اپنے باپ سے حاملہ ہوئیں —

(پیدائش ۱۹ : ۳۶)

مزید یہ کہ خداوند تعالےٰ کی طرف سے معاذ اللہ کتاب مقدس بائبل کے ایک اور نبی ہوسیع کو زنا کرنے کے حکم میں ان الفاظ میں وحی ہوئی (خداوند نے مجھ سے فرمایا جا اس عورت سے جو اپنے یار کی پیاری اور بدکار ہے محبت رکھ۔ (ہوسیع ۳ : ۱)

قارئین اللہ تعالےٰ نے ان تمام خباثتوں اور برائیوں کو روکنے اور مٹانے کے لئے انبیاء کے ذریعے سے نوع انسان کو ایک قانون اور آئین دیا جسے مذہبی اصطلاح میں شریعت کہتے ہیں یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ان تمام برائیوں کو روکنے کا واحد حل شریعت پر عمل پیرا ہونا ہے لیکن عیسائیت میں شریعت پر عمل کرنے والا لعنتی ہے اس لئے کہ معاذ اللہ شریعت بذات خود ایک لعنت ہے۔ کتاب مقدس بائبل کے اصل الفاظ یہ ہیں کیونکہ شریعت کے اعمال پر تکیہ کرتے ہیں وہ سب لعنت کے ماتحت ہیں کیونکہ شریعت کے وسیلہ سے کوئی شخص خدا کے نزدیک راست باز نہیں ٹھہرتا.... مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا اور اس نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا۔

(گلتیوں ۳ : ۱۰ و ۱۱ و ۱۳)

پس ثابت ہوا کہ از روئے مسیحیت زنا نہ کرنے والا جھوٹ نہ بولنے والا خدا کو ایک ماننے والا سب کے سب لعنتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایک شخص مسیحیت کی لعنت سے بچنے کے لئے ضرور زنا کرے گا۔ ضرور جھوٹ بولے گا۔ ضرور دھوکہ دے گا

خدا ان مسلمانوں کو جو اپنی اولاد کو جدید تعلیم کی غرض سے مسیحی حضرات کے شاگرد بناتے ہیں اور یہ نامختون عیسائی انہیں زنا، جھوٹ، فریب شراب خوری غرض کہ ہر بری بات کے سوا کچھ نہیں سکھاتے۔ ہدایت دے آمین

نوٹ:۔ کتاب مقدس بائبل کی پیش کردہ عبارت کے خاتمہ پر حوالہ اسی طرح دیا گیا ہے۔ پہلے کتاب کا نام پھر باب نمبر، پھر نیچے اوپر دو نقطے پھر آیت نمبر مثلاً ہم کیوں برائی نہ کریں تاکہ بھلائی پیدا ہو (رومیوں ۳ : ۸)

تصحیح

۲۸ جون کے خدام الدین میں صفحہ ۱۹ پر آخری سے پہلی سطر میں مسجد یثرب نگری کی بجائے مسجد ہشت نگری پڑھا جائے اور صفحہ ۲۰ سطر ۱۸ پر مولانا قمر خاں کی بجائے محمد جان پڑھا جائے (ادارہ)

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور مدظلہ العالی

۱۹ جولائی بعد از نماز جمعہ ریل کار (سبک خرام) پر لاہور سے سوار ہو کر ۹ بجے رات چک لالہ ریلوے اسٹیشن پر اتریں گے اور وہاں سے سیدھے پاکستان ائیر فورس ڈومیسٹک کیمپ (P.A.F. DOMESTIC CAMP) کی مسجد میں تشریف لے جائیں گے۔ نماز عشاء کے بعد مجلس ذکر منعقد ہوگی۔ ہفتہ کو نماز فجر کے بعد اسی مسجد میں حضرت درس قرآن دیں گے —

نوٹ:۔ حضرت کا قیام الحاج اللہ دتہ صاحب گیریزن انجینئر ایم ای۔ ایس پی اے ایف چک لالہ کے ہاں ہوگا۔ راولپنڈی کے احباب مطلع رہیں۔ مزید معلومات کے لئے ٹیلیفون نمبر ۹۵ — ۸۱ ۲۷ پر چوہدری صاحب موصوف سے یا ٹیلیفون نمبر ۳۰ — ۳۸۷۱ پر محمد عثمان غنی صاحب سے رابطہ قائم کریں۔

(حاجی بشیر احمد)

"تعمیر مدرسہ فاروقیہ ملتان"

مدرسہ اسلامیہ فاروقیہ (رجسٹرڈ) ملتان کے لئے اڑھائی کینال کا رقبہ عقب کچہری ملتان جو دو زمینداروں نے وقف فرمایا تھا اس کی تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے۔ تعمیر کے سلسلہ میں محترم جناب حاجی سرفراز خاں صاحب تہیم رئیس اعظم ٹھل نجیب ضلع ملتان نے مبلغ -/۱۵۰۰ سو روپے عنایت فرمائے ہیں۔ اللہ تعالےٰ جزائے خیر دے۔ یاد رہے نقشہ کے مطابق مدرسہ و مسجد شریف کا خرچ ۸۹ ہزار روپے کا ہے۔ صدقہ جاریہ کا بہترین موقعہ ہے۔ — ترسیل زر کا پتہ)

(مولانا) غلام قادر مہتمم مدرسہ اسلامیہ فاروقیہ رجسٹرڈ کچہری روڈ (ملتان)

کراچی میں • مجلس ذکر

مخدومنا.... حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور مدظلہ، کے ارشاد کے مطابق کراچی میں بعد نماز مغرب ہر جمعرات کو محترم المقام مولانا محمد صابر صاحب خادم خاص حضرتؒ مجلس ذکر منعقد کراتے ہیں۔ کراچی اور اس کے قرب و جوار کے حضرات اس مجلس ذکر میں شریک ہو کر عنداللہ ماجور ہوں

مسجد و مدرسہ انجمن خدام الدین شیر انوالہ دروازہ ناظم آباد۔ پہلی چورنگی — کراچی۔

مجلسِ ذکر منعقدہ مدنی مسجد لائق علی چوک واہ کینٹ بروز ہفتہ ۱۸ رمئی ۱۹۶۳ء

اللہ کی رسّی چھوٹ تو سکتی ہے ٹوٹ نہیں سکتی

از جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

(مرتبہ: محمد عثمان غنی - بی - اے - واہ کینٹ)

مجلس ذکر سے قبل طریقہ ذکر جہر بتاتے ہوئے فرمایا ——

ذکر جہر سے شور مچانا مقصود نہیں ہوتا۔ صرف توجہ الی اللہ کے لئے آواز ذرا اونچی کر لیتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کو بلند آواز سے ذکر کرتے دیکھا۔ تو فرمایا کیا تمہارا خدا بہرہ ہے۔ جو اتنا شور مچا رکھا ہے؟ اس لئے ذکر کرتے وقت مجلس ذکر کے آداب ملحوظ رہیں۔ لاہور میں جو احباب ہماری مجلس میں شامل ہوتے ہیں ان کو تو معلوم ہے مگر یہاں بتانا پڑتا ہے۔

بزرگانِ محترم!

ذکر کے بعد مندرجہ ذیل ارشادات سے نوازا

سب سے پہلے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بعض بھائی ذکر اللہ کو بدعت کہہ دیتے ہیں۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ بدعت نام ہے۔ دین میں نئی چیز داخل کرنے کا جس کی دین میں اصل نہ ہو۔ اس کو دوسروں پر لازم کرنے کا اور جو اُس پر عمل نہ کریں ان کو مطعون کرنے کا۔ ذکر اللہ کے بارے میں قرآن مجید کی بے شمار آیات ہیں۔ نمونہ کے طور چند آیات ملاحظہ ہوں۔

(۱) فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا

(۲) اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً ط پکارو اپنے رب کو عاجزی سے اور خفیہ طور پر

(۳) فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ پھر جب تمام ہو چکے نماز تو پھیل پڑو زمین میں اور ڈھونڈو فضل اللہ کا اور یاد کرو اللہ کو بہت سا تاکہ تمہارا بھلا ہو

(۴) اُدْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ۔ (تم مجھے پکارو میں تمہاری پکار کو قبول کرتا ہوں)

(۵) فَإِذَا قَضَيْتُم مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا ط

پس جب حج کے ارکان ادا کر چکو تو اللہ کو یاد کرو۔ جیسے تم اپنے باپ دادا کو یاد کیا کرتے تھے یا اُس سے بھی زیادہ)

ہم ذکر کرتے ہیں۔ اگر کوئی نہیں کرتا تو ہم اس کو مطعون بھی نہیں کرتے۔ ہم اس کو ساری امت پر لازم بھی نہیں کرتے۔ اس لئے اس مجلس ذکر کو بدعت کہہ دینا غلط ہے۔ شیطان نے بعض لوگوں کی زبان پر بدعت کا لفظ جاری کر دیا ہے اور وہ ہر چیز پر بلا سوچے سمجھے بدعت کا لیبل چسپاں کر دیتے ہیں۔ ایسا نہ ہونا چاہیئے۔ انسان کو اپنا مقصدِ تخلیق یاد رکھنا چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ط

؎ بندہ آمد از برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

محسنِ حقیقی کی شکر گزاری کرنی چاہیئے۔

إِذَا تَكَرَّرَ الْكَلَامُ تَقَرَّرَ فِي الْقَلْبِ

جس چیز کا تکرار کیا جائے وہ دل میں قرار پکڑ لیتی ہے۔

اگر اللہ کو یاد کیا جائے۔ تو انشاء اللہ یادِ خدا دل میں قرار پکڑ لے گی اور حشر کے دن اعمال کے پلڑے میں اس ذکر کا وزن بہت زیادہ نکلے گا۔ بعض لوگوں کی زبانوں پر وہابیت کا لفظ شیطان نے دے رکھا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ کسی مسلمان کو جہنم میں نہ لے جائے۔ اللہ تعالےٰ کی رحمت کے بادل گھر گھر کر آئیں۔ دین کی تعلیم بہت ضروری ہے۔ مسلمانوں کا فرض تھا کہ قرآن میں غور و خوض کرتے اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ ہماری اولاد کے چہرے روشن ہوں اور چار دانگِ عالم میں اسلام کا پھریرا لہرائے، صلح و آشتی کے اصولوں پر کاربند رہ کر زندگی گزاریں۔ مسلمانوں میں انشقاق نہیں ہونا چاہیئے۔

اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے۔

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا ط اللہ کی رسی چھوٹ تو سکتی ہے ٹوٹ نہیں سکتی۔ اللہ کے نام کی عظمت بہت بڑی ہے۔ زیادہ وقت نہیں گزرا، صبح کا بھولا شام کو گھر آ جائے تو اُس کو بھولا ہوا نہیں کہتے۔ قیامت میں دولت کا سوال ہوگا۔ بیوی بچوں کا سوال ہوگا قطرے قطرے اور لمحے لمحے کا سوال ہوگا۔ دنیا دارالعمل ہے اور عقبےٰ دارالجزاء ہے۔ ابھی سے نامہ اعمال کو تیار کیجئے۔ اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو باہمی آویزشوں سے بچائے، مقدمہ بازی و پارٹی بازی کی لعنتوں سے محفوظ رکھے۔ اسلام تلوار کے زور سے نہیں اخلاق کے زور سے پھیلا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں

لَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ ۝ کہ اے نبی اگر تو متشدد ہوتا تو کوئی بھی تیرے نزدیک نہ آتا۔

گھوڑے گدھے سب کو ایک لاٹھی سے نہیں ہانکنا چاہیئے۔ حضورؐ کا خطبہ حجۃ الوداع اس میں یو۔ این (U.N.O) کے منشور کے لئے چیلنج ہے۔ حضورؐ کے اصول اعلےٰ ہیں اور یو این کے دو قدم پیچھے ہی ہیں۔ اسلام میں گورے کالے پر اور عرب کو عجم پر کوئی فوقیت نہیں ہے۔ مگر امریکہ میں گورے کالے کی تمیز ہے۔ گرجے الگ الگ۔ سکول کالج الگ الگ، ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور۔ مگر اسلام میں تو محمود و ایاز ایک ہی صف میں کھڑے ہو کر قبلہ رُو نماز پڑھتے ہیں۔ نہ کوئی بندہ رہتا ہے نہ کوئی بندہ نواز۔ جو خدا کا خوف رکھے گا۔ اور انسانیت کی بڑھ چڑھ کر خدمت کرے گا۔ وہ بہتر ہے مسلمانوں کا خون بہانا حرام ہے۔ بڑوں کا ادب کرو۔ چھوٹوں پر شفقت کرو۔ عورتوں کے معاملہ میں خدا سے ڈرو۔ ہر کوئی ایک دوسرے کا حق ادا کرے۔ حق بحقدار رسید کا اصول نہ بھولے۔ اسلام نے شراب کو مٹایا۔ جس دن سے شراب کی ممانعت فرمائی گئی اس کے بعد سے آج تک مدینہ میں شراب کی کوئی جائز یا ناجائز بھٹی نہیں پکڑی گئی۔ حضورؐ کی محبت سے انہوں نے شراب چھوڑ دی آج تک نہ کوئی شرابی ملے گا نہ ڈاکو نہ ہی جوا کھیلنے والا ملے گا۔ یہ روح پرور نظارے اب بھی سعودی عرب میں موجود ہیں۔ چند برس ہوئے والدِ مرحوم زندہ تھے اور ہم لوگ حرمین الشریفین کی زیارت کے لئے گئے۔ حضور کی حدیث ہے کہ جس شخص نے چالیس نمازیں میری مسجد (مسجد نبویؐ) میں باجماعت ادا کیں تو وہ نفاق اور جہنم کی آگ سے نجات پا جاتا ہے۔ ہم لوگ جب مدینے جانے لگے تو خیال ہوا کہ سارا سامان اٹھانے کی کیا ضرورت ہے۔ جب آٹھ دن کے بعد واپس لوٹ آنا ہے۔ چنانچہ جو مکان ہم نے کرایہ پر لیا تھا اُسے تالا لگانے کے خیال سے میں بازار

تالا لینے گیا - مگر حسب منشا مضبوط تالا نہ مل پایا - تو دوکاندار نے پوچھا کہ کس لئے تالا درکار ہے - میں نے کہا گھر سامان چھوڑ کر مدینے جانا ہے - اس نے کہا - یہ تمہارا ملک نہیں ہمارا ملک ہے - بغیر تالا لگائے سامان چھوڑ کے چلے جاؤ - اگر کچھ نقصان ہوا تو میں بھر دوں گا - چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا - اور آٹھ دن کے بعد جب آ کے دیکھا تو مکان میں کسی جاندار نے قدم تک نہیں رکھا تھا - سب چیزیں نقدی وغیرہ بحال پڑی تھیں - حالانکہ مکان سرِ راہ گزار تھا اور اس مکان کے ایک حصہ میں جاوی لوگ رہتے تھے - اور ایک حصہ میں افریقی لوگ بھی رہتے تھے اور صفائی کرنے والے اور سقے کو بھی ہماری غیر حاضری کا علم تھا -

چند روز ہوئے لاہور میں کسی کام سے جا رہا تھا - راستہ میں نماز کا وقت ہو گیا میں مسجد میں گیا - سائیکل کو تالا لگا دیا - کسی نے بڑی کوشش کی مگر تالا نہ ٹوٹا - وہ گھنٹی اور بتی ہی اتار کر لے گیا - میں جمعہ کو مصافحہ کر رہا تھا کہ ایک آدمی دوسرے کی جوتی اٹھا کر لے گیا - بورسٹل جیل میں نابالغ لڑکے پندرہ پندرہ سال کے سزا یافتہ دیکھے مولانا آزاد نے ایک مرتبہ کہا تھا - یورپ بالخصوص جرمنی میں میں نے کوئی بھکاری نہیں دیکھا - ٹرکی میں بھی یہی حال تھا - بغداد میں آیا - جمعہ کی نماز پڑھنے گیا تو مسجد کے باہر مانگنے والے اندر نماز پڑھنے والوں سے زیادہ تھے - میں سندھ میں سفر کر رہا تھا - بس میں ایک نہایت وجیہہ شخص بیٹھا تھا - اُس کا لباس نہایت اچھا تھا - اس سے بس کے کنڈکٹر نے کرایہ کا مطالبہ کیا تو کہنے لگا، میں سید ہوں - ساری عمر میں نے کرایہ نہیں دیا - سید کے نام پر ایسے لوگ بھیک مانگتے ہیں - کوئی بناوٹی سید ہو گا - میں کراچی میں بزنس کرتا رہا ہوں اکثر دیکھا کہ محرم آیا اور کالے کپڑے پہن کر کئی سید بن جاتے ہیں - اسلام میں ذات بدلنا جرم ہے بڑائی خوف و خشیت کی ہے - یہ ذات پات تو شعوب و قبائل کی پہچان کے لئے ہے -

ارشاد ربانی ہے -

يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ (پ ۲۶)

ترجمہ: اے لوگو ہم نے تمہیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہارے خاندان اور قومیں جو بنائیں ہیں سو اس لئے کہ تمہیں آپس میں پہچان ہو - بے شک زیادہ عظمت والا تم میں اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ کس کس چیز کا رونا رویا جائے۔

تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے قصہ سنایا - کہ ایک مرتبہ لندن میں اخلاقی امتحان ایک عجیب طریقہ سے لیا گیا - پانچ روپے کی مالیت کے کئی ہزار نوٹ ہوائی جہاز سے گرائے گئے تاکہ دیکھیں لوگ کیا کرتے ہیں نوٹ گرتے ہی قرب و جوار کے تھانے میں پہنچنے شروع ہو گئے جس جس کو بھی نوٹ ملا - اس نے تھانے میں جمع کرا دیا - گنتی ہوئی تو صرف ایک نوٹ کم تھا، سب نے سوچا کہ وہ نوٹ کسی نالی وغیرہ میں گر گیا ہو گا، ورنہ یہاں پہنچ جاتا - یہ ان لوگوں کی دیانت ہے - نمازی کا روپ دھار کے مسجدوں میں نہیں آنا چاہیئے ورنہ سب سے پست کیریکٹر ہمارا ہو گا اور نتیجہ صاف ظاہر ہے خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ - اللہ تعالےٰ ہماری دنیا اور آخرت سنوار دے - آمین -

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے کسی نے سوال کیا - کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عادات و خصائل بیان کیجئے كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنَ - حضورؐ کے شمائل مجسم قرآن تھے - حضورؐ نے زندگی میں پورا کر دکھایا - حضرت عمرؓ نے فرمایا تھا - کہ اگر ساکت و صامت قرآن دیکھنا ہے تو کتاب اللہ کو دیکھ لو - اور اگر چلتا پھرتا قرآن دیکھنا ہے تو ہم کو دیکھ لو مسلمانوں کو وہ کام کرنے چاہئیں جن کا قرآن نے حکم دیا ہے - مساوات، خدمت، انسانیت، باہمی الفت و مودّت - آپ دیکھتے ہیں غیر قوموں نے دولت کمائی اور اچھے کاموں پر لگائی جس سے خدمت انسانیت ہو رہی ہے - مثلاً گلاب دیوی ہسپتال گنگا رام ہسپتال، دیال سنگھ کالج وغیرہ وغیرہ مگر مسلمانوں کی دولت عیش و عشرت میں خرچ ہوتی ہے - کسی کارِ خیر میں خرچ کرنے کی کم ہی ہمت ہوتی ہے - بڑی بڑی کوٹھیاں بنائیں گے - مگر رفاہِ عام کے کام میں خرچ کرنے کی عادت نہیں ہے - زکوٰۃ کبھی نہیں دی، حج نہیں کیا - صلہ رحمی کا حق ادا نہیں کیا - جو لوگ ملوں کے اندر پسینہ بہا کر کام کرتے ہیں - ان کو قرضہ بھی نہیں دیتے - حضور کے فیض سے ہمیں اللہ تعالےٰ ان گمراہیوں سے محفوظ رہنے کی توفیق عطا فرمائے - ہمارے شعور کو موت آ گئی ہے - غلطی کا احساس تک نہیں رہا آج ہم حضور کی سیرت یا صحابہ کے کارنامے نہیں پڑھتے، فلمی ایکٹروں اور ایکٹرسوں کے نام ان کا ہر کردار اور فلمی گانے ازبر ہیں، ہائے ہائے افسوس! اگر کوئی اہل دل ہو گا تو اس صورت حال پر آنسو بہائے گا قوم کے عقلمندوں اور باشعور لوگوں کی بہو بیٹیاں فلم انڈسٹری کی طرف جھکی جا رہی ہیں - اخلاق برباد ہو رہے ہیں -

اگر اس کام میں کوئی فائدہ کی بات ہوتی تو ہم مخالفت نہ کرتے - قوم کے اہل درد اور اہل دل لوگوں کو سوچنا چاہیئے - کہ کشتی ڈوب رہی ہے اس کو بچانا چاہیئے - اگر اب بھی غور نہ کیا تو پھر تباہی ہی تباہی ہے -

ذکر اللہ کی طرف رغبت اختیار کرو - اس کی برکات سے قرآن و حدیث بھرے پڑے ہیں حضرت موسےٰ علیہ السلام نے اللہ سے سوال کیا کہ کوئی ایسا کلام بتایئے جس سے میں آپ کو پکارا کروں - ارشاد ہوا - لا الٰہ الا اللہ کا ذکر کیا کرو - انہوں نے کہا کہ یہ تو کوئی مخصوص چیز چاہتا تھا - اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ ترازو کے ایک پلڑے میں اگر کلمہ شریف کو اور دوسرے پلڑے میں ساری دنیا اور ما فیہا کو رکھ دیا جائے تو کلمے والا پلڑا بھاری ہو گا - ایک شخص نے کسی سے حسرت کے ساتھ کہا کہ میرے سارے اعمال لے لو اور ایک دفعہ کا ذکر اللہ کرنے کا ثواب مجھے دے دو - اس نے کہا نہیں جو قرار اور لذت اس میں ہے وہ کسی چیز میں نہیں ہے - اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ

مال و دولت کی فراوانی - بچوں کی کثرت یا حکومت کی عیش و عشرت میں وہ اطمینان نہیں ہے جو اللہ کی یاد میں ہے - والد مرحوم کہا کرتے تھے کہ میاں صاحب اور بیگم صاحب کے اندر خانے کے بھید معلوم کئے گئے تو دنیا داروں کے سینوں میں چھلنی کے چھیدوں سے بھی زیادہ چھید ہیں - بلکہ بعض تو خودکشی کرنے کو تیار ہیں - اللہ کے نام میں بڑی برکتیں ہیں - دنیا و آخرت کی کامیابیوں کے راز اسی میں مضمر ہیں -

اللہ تبارک و تعالیٰ نے نیک نیتی سے جو کچھ مجھ سے کہلوایا ہے - اس پر ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے - آپ کا آنا مبارک، مجلس ذکر میں بیٹھنا مبارک اور اللہ تعالےٰ کے احکام سننا مبارک -

شاید اللہ تعالےٰ کو ہمارا یہی عمل پسند آ گیا ہو اور نجات کا ذریعہ بن جائے -

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

خواہشات کا بندہ

(محمد شفیع عمرالدین صاحب)

اللہ تعالےٰ نے فرمایا

أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ غِشَاوَةً ط فَمَن يَهْدِيهِ مِن بَعْدِ اللَّهِ ط أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ٥ (الجاثیہ آیت ۲۳ ع ۳)

ترجمہ:- بھلا آپ نے اس شخص کو دیکھا جو اپنی خواہش کا بندہ بن گیا اور اللہ نے باوجود سمجھ کے اسے گمراہ کر دیا اور اس کے کان اور دل پر مہر کر دی، اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔ پھر اللہ کے بعد اسے کون ہدایت کر سکتا ہے۔ پھر تم کیوں نہیں سمجھتے؟

حاشیہ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ

(۱) یعنی اللہ تعالےٰ جانتا تھا کہ اس کی استعداد خراب ہے۔ اور اسی قابل ہے کہ سیدھی راہ سے اِدھر اُدھر بھٹکتا پھرے

یا یہ مطلب کہ وہ بدبخت علم رکھنے کے باوجود اور سمجھنے بوجھنے کے بعد گمراہ ہوا۔

(۲) جو شخص محض خواہش نفس کو اپنا حاکم اور معبود ٹھہرا لے۔ جدھر اس کی خواہش لے چلے اُدھر ہی چل پڑے، اور حق اور ناحق کے جانچنے کا معیار اُس کے پاس یہی خواہش نفس رہ جائے اللہ تعالےٰ بھی اسے اس کی اختیار کردہ گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے پھر اس کی حالت یہ ہو جاتی ہے کہ نہ کان نصیحت کی بات سنتے ہیں، نہ دل سچی بات سمجھتا ہے نہ آنکھ سے بصیرت کی روشنی نظر آتی ہے

ظاہر ہے اللہ جس کو اُس کی کرتوت کی بدولت ایسی حالت پر پہنچا دے کون سی طاقت ہے جو اس کے بعد اُسے راہ پر لے آئے۔ کہ تمام قویٰ کے غیر شرعی اور بے موقعہ استعمال کرنے پر قیامت کے دن باز پرس ہوگی۔

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ط إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ٥ (بنی اسرائیل آیت ۳۶ ع ۴)

ترجمہ! اور جس بات کی تجھے خبر نہیں اس کے پیچھے نہ پڑ۔ بے شک کان اور آنکھ اور دل ہر ایک سے باز پرس ہوگی۔

حاشیہ حضرت مولانا عثمانی رحمتہ اللہ علیہ

یعنی بے تحقیق بات زبان سے مت نکال نہ اس کی اندھا دھند پیروی کر، آدمی کو چاہیئے کہ کان، آنکھ اور دل و دماغ سے کام لے کر اور بقدر کفایت تحقیق کر کے کوئی بات منہ سے نکالے یا عمل میں لائے۔ سُنی سنائی باتوں پر بے سوچے سمجھے یوں ہی کوئی قطعی حکم نہ لگائے یا عمل درآمد شروع نہ کرے۔ اس میں

جھوٹی شہادت دینا، غلط تہمتیں لگانا

بے تحقیق چیزیں سُنکر کسی کے پیچھے آزار ہونا یا بغض و عداوت قائم کر لینا

باپ دادا کی تقلید یا رسم و رواج کی پابندی میں خلاف شرع اور ناحق باتوں کی حمایت کرنا ان دیکھی یا اَن سُنی چیزوں کی دیکھی یا سُنی ہوئی بتلانا،

غیر معلوم اشیاء کی نسبت دعویٰ کرنا کہ میں جانتا ہوں۔ یہ سب صورتیں اس آیت کے تحت میں داخل ہیں۔

یاد رکھنا

چاہیئے کہ قیامت کے دن تمام قویٰ کی نسبت سوال ہوگا کہ ان کو کہاں کہاں استعمال کیا تھا بے موقع تو خرچ نہیں کیا؟

نفس کا بندہ

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا فَانسَلَخَ مِنْهَا فَأَتْبَعَهُ الشَّيْطَانُ فَكَانَ مِنَ الْغَاوِينَ ٥ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَٰكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ ج فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ج إِن تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَث ط ذَّٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ج فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ٥ سَاءَ مَثَلًا الْقَوْمُ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَأَنفُسَهُمْ كَانُوا يَظْلِمُونَ ٥

(الاعراف آیت ۱۷۵ - ۱۷۷ - ع ۲۲)

ترجمہ! اور انہیں اس شخص کا حال سُنا دے جسے ہم نے اپنی آیتیں دی تھیں پھر وہ ان سے نکل گیا۔ پھر اس کے پیچھے شیطان لگا تو وہ گمراہوں میں سے ہوگیا۔ اور اگر ہم چاہتے تو ان آیتوں کی برکت سے اس کا رُتبہ بلند کرتے لیکن وہ دنیا کی طرف مائل ہوگیا اور اپنی خواہش کے تابع ہوگیا۔ اس کا تو ایسا حال ہے۔ جیسے کُتا۔ اس پر تو سختی کرے تو بھی ہانپے اور اگر اسے چھوڑ دے تو بھی ہانپے۔ یہ ان لوگوں کی مثال ہے۔ جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا سو یہ حالات بیان کر دے شاید کہ وہ فکر کریں۔ جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ان کی بُری مثال ہے۔ اور وہ اپنا ہی نقصان کرتے رہے۔

(ف) اور ان لوگوں کو عبرت کے واسطے اس شخص کا حال پڑھ کر سنایئے کہ اس کو ہم نے آیتیں دیں (یعنی احکام کا علم) دیا پھر وہ ان آیتوں سے بالکل ہی نکل گیا۔ پھر شیطان اس کے پیچھے لگ گیا سو وہ گمراہ لوگوں میں داخل ہوگیا اور اگر ہم چاہتے تو اس کو ان آیتوں کے مقتضا پر عمل کرنے کی بدولت بلند مرتبہ کر دیتے (یعنی اگر وہ ان آیتوں پر عمل کرتا جس کا وابستۂ قضاء قدر ہونا امر معلوم ہے تو اس کا رتبہ بڑھتا) لیکن وہ دنیا کی طرف مائل ہوگیا۔ اور اس کے میلان کے سبب اپنی نفسانی خواہش کی پیروی کرنے لگا۔ اور آیات و احکام پر عمل چھوڑ دیا۔ سو آیات کو چھوڑ کر جو پریشانی و ذلت دائمی اس کو نصیب ہوئی اس کے اعتبار سے اس کی حالت کُتے کی سی ہوگئی کہ اگر تو اس پر حملہ کرے اور مار کر نکال دے تب بھی ہانپے یا اس کو اس کی حالت پر چھوڑ دے تب بھی ہانپے۔ کسی حالت میں اس کو راحت نہیں۔ اسی طرح یہ شخص ذلت میں تو کُتے کے مشابہ ہوگیا اور پریشانی میں کُتے کی اس صفت میں شریک ہوا۔

پس جیسی اس شخص کی حالت ہوئی یہی حالت عام طور پر ان لوگوں کی ہے۔ جنہوں نے ہماری آیتوں کو جو کہ توحید و رسالت پر دال ہیں جھٹلایا کہ وضوحِ حق کے بعد محض ہوا پرستی کے سبب حق کو ترک کرتے ہیں۔ سو آپ اس حال کو بیان کر دیجئے۔ شاید وہ لوگ اس کو سن کر کچھ سوچیں۔ حقیقت میں ان لوگوں کی بھی بُری حالت ہے جو ہماری آیات (دالۃ علی التوحید والرسالۃ) کو جھٹلاتے ہیں، اور اس تکذیب سے وہ اپنا ہی نقصان کرتے ہیں (بیان القرآن)

اس مقام پر مفسرین حضرات نے بنی اسرائیل کے ایک شخص بلعم باعور کا ذکر فرمایا ہے۔ وہ شخص احکام الٰہی کا عالم تھا اور صاحب تصرف ہونے کے علاوہ درویش صفت بھی تھا۔ مگر باوجود علم اور نیک ہونے کے وہ دولت اور عورت کے لالچ میں

آکر دین حق سے برگشتہ ہوگیا - حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیروی کی بجائے مخالفت پر کمربستہ ہوگیا - نتیجہ یہ نکلا کہ دنیا کے لالچ میں آکر وہ اپنی عاقبت برباد کر بیٹھا -

مقامِ عبرت

ایک مسلمان کو چاہیئے کہ دوسروں کے واقعات سے عبرت پکڑے - اسے دین برحق کے ساتھ اتنا گہرا تعلق قائم کرنا چاہیئے کہ بڑی سے بڑی دنیاوی لالچ یا فائدہ بھی اسے قال اللہ و قال الرسول سے نہ ڈگمگا سکے -

خواہشاتِ نفسانی

حدیث :- حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ وَحُجِبَتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ (مشکوٰۃ)

ترجمہ :- دوزخ کو خواہشات نفسانی سے ڈھانک دیا گیا ہے - اور بہشت کو طبیعت کو ناپسند آنے والے کاموں سے ڈھانکا گیا ہے

یعنی معصیت اور غیر شرعی امور کی طرف طبیعت راغب ہو جاتی ہے - حالانکہ یہ امور دوزخ میں لے جانے والے ہیں -

تقویٰ اور عبادت اور شریعت پر چلنا طبیعت پر گراں گزرتا ہے - حالانکہ یہی امور ہیں - جن پر چل کر رضامندئ مولےٰ پاک اور بہشت حاصل ہوسکتی ہے -

لہذا بندے کو چاہیئے اپنے نفس کی خوشی پر اللہ تعالےٰ کی رضامندی کو مقدم رکھے -

نفس کو بری خواہش سے روکنے کا درجہ

يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْإِنسَانُ مَا سَعَىٰ ۙ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِمَن يَرَىٰ ۝ فَأَمَّا مَن طَغَىٰ ۙ وَآثَرَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ۙ فَإِنَّ الْجَحِيمَ هِيَ الْمَأْوَىٰ ۝ وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ ۙ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ ۝ (النازعات آیت ۳۵-۴۱)

ترجمہ :- جس دن انسان اپنے کئے کو یاد کرے گا - اور ہر دیکھنے والے کے لئے دوزخ سامنے لائی جائے گی - سو جس نے سرکشی کی اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی سو بے شک اس کا ٹھکانا دوزخ ہی ہے - اور لیکن جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا رہا اور اس نے اپنے نفس کو بُری خواہش سے روکا سو بے شک اس کا ٹھکانا بہشت ہی ہے -

یعنی

خواہشات کا بندہ جو دنیا میں سرکشی اور شرارت کرتا رہا - اور دنیا کی زندگی کو آخرت پر ترجیح دیتا رہا وہ دوزخ میں جائے گا - اس کے مقابلے میں جو اپنے رب کے حضور میں پیش ہونے سے ڈرتا رہا اور پرہیزگاری کو اپنا شعار بنایا اور اپنی نفسانی خواہشات کو روکے رہا وہ جنت میں جائے گا -

منکرین قیامت اپنی خواہشات کے بندے ہیں - ان کی باتوں میں آکر عقائد صحیحہ اور اعمالِ صالحہ نہ چھوڑ دو

إِنَّنِي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي ۙ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي ۝ إِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ أَكَادُ أُخْفِيهَا لِتُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعَىٰ ۝ فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَن لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَتَرْدَىٰ (طٰہٰ آیت ۱۴ - ۱۶)

ترجمہ! بے شک میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں پس میری بندگی کر - اور میری یاد کے لئے نماز پڑھا کر ! بے شک قیامت آنے والی ہے - پس اسے پوشیدہ رکھنا چاہتا ہوں - تاکہ ہر شخص کو اس کے کئے کا بدلہ مل جائے - سو تمہیں قیامت سے ایسا شخص باز نہ رکھنے پائے جو اس پر ایمان نہیں رکھتا اور اپنی خواہشوں پر چلتا ہے - پھر تم تباہ ہو جاؤ -

(ف) نہ روک دے اس سے یعنی قیامت کے یقین لانے سے یا نماز سے جب اللہ نے موسےٰ کو برے کی صحبت سے منع کیا تو اور کوئی کیا ہے (موضح القرآن)

توحید کی راہ کو محکم پکڑو اور مخالفین توحید کی خواہشات پر نہ چلو!

قُلْ إِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ ۚ قُل لَّا أَتَّبِعُ أَهْوَاءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ إِذًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ ۝ (انعام آیت ۵۵ - ۵۶)

ترجمہ! کہہ دو - مجھے منع کیا گیا ہے اس سے کہ میں بندگی کروں ان کی جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو - کہہ دو میں تمہاری خواہشات کے پیچھے نہیں چلتا - کیونکہ میں اس وقت گمراہ ہو جاؤں گا - اور ہدایت پانے والوں سے نہ ہوں گا -

دین اسلام کو چھوڑ کر اہل کتاب کی خواہشات پر نہ چلو

وَلَن تَرْضَىٰ عَنكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَىٰ حَتَّىٰ تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ۗ قُلْ إِنَّ هُدَى اللَّهِ هُوَ الْهُدَىٰ ۗ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُم بَعْدَ الَّذِي جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ۝ (البقرہ آیت ۱۲۰)

ترجمہ! اور تم سے یہود اور نصاریٰ ہرگز راضی نہ ہوں گے - جب تک تم ان کے دین کی پیروی نہیں کرو گے - کہہ دو بے شک ہدایت اللہ ہی کی ہدایت ہے اور اگر تم نے ان کی خواہشات کی پیروی کی اس کے بعد جو تمہارے پاس علم آچکا تو تمہارے لئے اللہ کے ہاں کوئی دوست اور کوئی مددگار نہیں ہوگا -

حاشیہ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب قدس سرہٗ

یعنی

یہود اور نصاریٰ کو امر حق سے سروکار نہیں - اپنی ضد پر اڑ رہے ہیں وہ کبھی تمہارا دین قبول نہ کریں گے بالفرض اگر تم ہی ان کے تابع ہو جاؤ تو خوش ہو جاویں گے اور یہ ممکن نہیں تو اب ان سے موافقت کی امید نہ رکھنی چاہیئے -

یعنی

ہر زمانہ میں معتبر وہی ہدایت ہے جو اس زمانہ کا نبی لائے - سو اب وہ طریقہ اسلام ہے نہ طریقۂ یہود و نصاریٰ -

یہ بات بطریق فرض ہے یعنی بالفرض اگر آپ ایسا کریں تو قہر الٰہی سے کوئی نہیں بچا سکتا یا منظور تنبیہ ہے امت کو کہ اگر کوئی مسلمان ہو کر قرآن کو سمجھ کر دین سے پھرے گا تو اس کو عذاب سے کوئی نہ چھڑا سکے گا -

متبع شریعت اور پیروانِ خواہشات کا انجام یکساں نہیں ؟

أَفَمَن كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ كَمَن زُيِّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُم (محمد آیت ۱۴)

ترجمہ :- پس کیا وہ شخص جو اپنے رب کی طرف سے واضح دلیل پر ہو وہ اس جیسا ہوسکتا ہے - جسے اس کے برے عمل اچھے کر دکھائے گئے ہوں اور انہوں نے اپنی ہی خواہشوں کی پیروی کی ہو -

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

یعنی

ایک شخص نہایت شرح صدر اور فہم و بصیرت کے

باقی ص[illegible] پر

★ معارف و حقائق

ازجناب مولانا رشید الدین صاحب حمیدی

ابراہیم خواص سے خضر علیہ السلام کی ملاقات

ابراہیم خواص اپنے وقت کے مشائخ صوفیہ میں یکتائے زمانہ تھے۔ جنید بغدادی اور ابوالحسین نوری کے ہم مرتبہ لوگوں میں سے تھے

آپ کا ارشاد ہے کہ دل کی دوا پانچ چیزیں ہیں ـــــ

(۱) سمجھ کر قرآن پڑھنا
(۲) پیٹ کا خالی رکھنا
(۳) رات کو اٹھنا
(۴) پچھلے پہر کی گریہ و زاری کرنا
(۵) نیکوں کی صحبت میں بیٹھنا

آپ نے اپنے حج کا ایک واقعہ بیان فرمایا، کہ میں نے ایک بار حجاز کے راستے میں جہاں پانی نہ تھا، اور میرا پیاس سے بُرا حال تھا، دیکھا کہ ایک سوار نمودار ہوا۔ اس نے مجھے پانی پلایا اور اپنی سواری پر سوار کر لیا۔ ذرا ہی دیر گزری تھی کہ اس نے پوچھا دیکھو سامنے کیا نظر آرہا ہے۔ میں نے کہا، مدینہ طیبہ، اس نے کہا اچھا پھر اتر جاؤ اور جاکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کرنا کہ آپؐ کے بھائی خضر نے آپ کو سلام کہا ہے۔

(اعیان الحجاج)

قاضی القضاۃ یحییٰ ابن اکثم اور ایک مجلس

آپ امام بخاری اور ابو حاتم رازی وغیرہ کے اُستاد تھے، فقہ میں آپ کا علم بہت وسیع تھا، مشکل سے مشکل مسائل کی گتھیاں سلجھانا آپ کا کام تھا، آپ صرف قاضی القضاۃ ہی نہیں تھے، بلکہ تمام امور سلطنت بھی آپ ہی کے مشورہ سے انجام پاتے تھے، نہایت حاضر دماغ اور قوی الاستدلال تھے۔

علی بن المدینی فرماتے ہیں کہ ایک بار سفیان بن عیینہ طلبائے حدیث سے کچھ تنگ آگئے، تو جھنجھلا کر فرمایا، کہ مجھ سے زیادہ بدبخت کون ہوگا کہ صحابہؓ کے شاگردوں میں بیٹھنے کے بعد مجھ کو تم لوگوں کی صحبت میں بیٹھنا پڑا، اس مجلس میں ایک نوخیز شخص بھی تھا، اس نے کہا کہ حضرت انصاف فرمانے کا وعدہ کریں اور گستاخی معاف فرمائیں تو ایک بات عرض کروں فرمایا کہ انشاءاللہ انصاف کروں گا، اس نوخیز نے کہا کہ بخدا وہ لوگ آپ سے زیادہ بدبخت تھے، جن کو صحابہ کرامؓ کی ہم نشینی کے بعد آپ کے ساتھ بیٹھنا پڑا ہوگا سفیان نے یہ سن کر سر جھکا لیا، پھر پوچھا کہ یہ نوجوان کون ہے، لوگوں نے بتایا کہ یحییٰ بن اکثم ہیں، سفیان نے فرمایا کہ یہ لڑکا بادشاہوں کی صحبت کے قابل ہے۔

قاضی القضاۃ کا عہدہ سنبھالنے سے پہلے آپ بصرہ کے قاضی مقرر ہوئے تھے، اس وقت آپ کی عمر اکیس برس سے زیادہ نہ تھی۔ بصرہ کے مشائخ اور پیرانہ سال بزرگوں نے آپ کو بنظر حقارت دیکھا اور امتحاناً سوال کیا کہ جناب قاضی صاحب کی عمر شریف کیا ہے

آپ نے برجستہ جواب دیا، عتاب بن اسید رضی اللہ عنہٗ کو جس عمر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کا قاضی مقرر کیا تھا اور حضرت معاذ رضؓ کو جس عمر میں یمن کا قاضی بنایا تھا اور کعب بن سور کو جس عمر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ نے بصرہ کا قاضی مقرر فرمایا تھا اس سے میری عمر زیادہ ہے۔ مشائخ بصرہ یہ جواب سُنکر خاموش ہوگئے اور سمجھ لیا کہ، بزرگی بعقل است نہ بسال

آپ کی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ، جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہے اور جس کے ذریعہ آپ نے اسلام کی ایک زریں خدمت انجام دی۔ وہ یہ ہے کہ جب خلیفہ مامون عباسی نے اپنے عہد خلافت میں متعہ کی حلت کا سرکاری اعلان کرادیا تو آپ ہی کی جرأت و بیباکی، قوت استدلال، اور کمال علم و فضل کی بدولت وہ اعلان منسوخ ہوا، اور اس کی حرمت کا سرکاری اعلان ہوا۔

ابوالعیناء کا بیان ہے کہ جب مامون نے حلت متعہ کا اعلان کرایا تو یحییٰ ابن اکثم نے مجھ سے اور محمد بن منصور سے کہا کہ کل سویرے تم دونوں امیر المومنین کی خدمت میں جاؤ۔ بات کرنے کا موقع دیکھنا تو اس کے بارے میں گفتگو کرنا، ورنہ خاموش رہنا اور میرا انتظار کرنا، یہ لوگ وقت مقررہ پر وہاں پہنچ گئے، مگر دیکھا کہ مامون نہایت غصہ میں متعہ کی حرمت کے خلاف بک جھک رہا ہے، یہ رنگ دیکھ کر ابوالعیناء نے محمد بن منصور کو اشارہ کیا کہ کچھ بولنا مت ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔ اتنے میں یحییٰ آگئے، جب آپ آکر بیٹھے، تو مامون کے درمیان یہ گفتگو ہوئی۔

مامون، آج آپ کے چہرہ کا رنگ کیوں بدلا ہُوا ہے ـــ

یحییٰ:۔ امیر المومنین! اسلام میں ایک نئی بات پیدا ہوگئی ہے، اسی کا غم ہے

مامون:۔ وہ کیا!

یحییٰ:۔ زنا کے حلال ہونے کا بیان

مامون:۔ زنا کی حلت کا اعلان؟

یحییٰ:۔ جی ہاں! متعہ زنا ہی تو ہے

مامون:۔ یہ آپ نے کہاں سے کہا؟

کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ سے، حق تعالےٰ نے قرآن پاک کے اٹھارھویں پارے میں فرمایا ہے۔

والذین لفروجھم حافظون ٥ الا علی ازواجھم او ما ملکت ایمانھم فانھم غیر ملومین ٥ فمن ابتغیٰ وراء ذلک فاولئک ھم العادون ٥

اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، مگر اپنی بیویوں پر اور اپنی باندیوں پر، سو ان پر کوئی الزام نہیں ہے، پھر جو کوئی ڈھونڈلے ان کے سوا، تو وہی ہیں حد سے بڑھنے والے

امیر المومنین! کیا متعہ والی عورت زرخرید لونڈی ہے ـــ

مامون، نہیں

یحییٰ:۔ اچھا تو پھر وہ زوجہ ہے جس کا شرعی حکم قرآن کی رو سے یہ ہے، کہ وہ مرجائے تو مرد اور مرد مرجائے تو عورت اس کی وارث ہوگی اس کے علاوہ اور احکام بھی جو زوجہ کے ہیں وہ سب متعہ والی عورت کے بھی ہیں؟

مامون، نہیں

یحییٰ:۔ قرآن نے صرف زوجہ اور زرخرید لونڈی سے وطی کو حلال قرار دیا ہے، اور ان کے علاوہ سے وطی کو حد سے تجاوز کرنا قرار دیا ہے تو جب متعہ والی عورت ان دونوں کے ماسوا ہے، تو اس سے وطی کرنا زنا ہُوا۔

جب قاضی یحییٰ اس طرح سے قرآن سے متعہ کا زنا ہونا ثابت کر چکے تو انہوں نے مامون کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ امیر المومنین! اب سنئے کہ زہری (امام المحدثین) حضرت علی رضؓ کے دو پوتوں عبداللہ اور حسن سے (جو محمد بن الحنفیہ کے لڑکے تھے، روایت کرتے ہیں کہ وہ دونوں اپنے والد محمد سے اور محمد اپنے والد حضرت علی سے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود مجھ کو مامور فرمایا کہ میں متعہ کی حرمت کا اعلان کردوں۔

مامون نے یہ سنکر حاضرین مجلس سے دریافت کیا کہ کیا حدیث ٹھیک ٹھیک زہری کی ہے اور ثابت ہے

لوگوں نے کہا ہاں! اس کے بعد مامون نے کہا استغفر اللہ جاؤ اور متعہ کی حرمت کا اعلان کر دو۔

یہ یحییٰ ابن اکثم کا ایسا عظیم الشان کارنامہ تھا کہ ایک مرتبہ اس واقعہ کا ذکر شیخ الاسلام اسماعیل بن اسحٰق کے سامنے آگیا تو انہوں نے ان کی بہت زیادہ بڑائی اور عظمت بیان فرمائی اور فرمایا کہ اسلام میں ان کا یہ ایک دن ایسا ہے کہ ویسا دن کسی دوسرے کا نہیں۔

(تاریخ خطیب)

خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز کا عدل

آپ کے والد عبدالعزیز مصر کے گورنر تھے اس زمانہ میں مصر کے ایک قریہ حلوان میں آپ کی پیدائش ہوئی۔ آپ کی والدہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی پوتی تھیں۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میری اولاد میں ایک شخص پیدا ہو گا جو دنیا کو عدل سے بھر دے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ پیشین گوئی عمر بن عبدالعزیز کی خلافت سے پوری ہوئی۔

خلافت پر متمکن ہونے کے بعد آپ کے خاندان کے جتنے لوگوں کے پاس سابق خلفاء کی دی ہوئی جاگیریں، یا دوسرے اموال تھے وہ سب ان سے لے کر بیت المال میں داخل کر دیئے حتیٰ کہ بیوی کے پاس ان کے والد خلیفہ عبدالملک کے دیئے ہوئے جواہرات تھے ان کو بھی بیت المال میں داخل کر دیا۔

ایک دن آپ کے غلام ابوامیہ کو آپ کی بیوی نے ابلی ہوئی مسور کی دال کھانے کو دی۔ تو اس نے کہا کہ جب آؤ تو مسور کی دال ہی ملتی ہے، بیوی نے کہلا بھیجا کہ تمہارے آقا امیر المومنین کی بھی یہی خوراک ہے۔

ایک دن بیوی سے کہا کہ تمہارے پاس ایک درہم ہو تو لاؤ انگور خرید دوں، بیوی نے کہا کہ میرے پاس تو نہیں ہے۔ پھر کہا کہ آپ امیر المومنین ہیں اور آپ کے پاس انگور خریدنے کے لئے ایک درہم بھی نہیں ہے؟ فرمایا ہاں، مگر یہ دوزخ کی آگ کا طوق پہننے سے آسان ہے۔

ایک دن جمعہ کی نماز اس ہیئت میں پڑھائی کہ آگے اور پیچھے دونوں طرف کرتے میں پیوند لگے ہوئے تھے، ایک شخص نے کہا کہ امیر المومنین! اللہ نے دیا ہے، تو اچھا پہنیے، تھوڑی دیر سر جھکانے کے بعد فرمایا، کہ جب اللہ دے اسی وقت کفایت شعاری افضل ہے، اسی طرح جب قابو حاصل ہو جائے تب عفو و درگذر افضل ہے۔

رات کو جس وقت تک سرکاری کام کرتے تھے اس وقت تک سرکاری شمع گھر پر جلتی تھی اور جب کام ختم ہو جاتا تھا، تو اس کو بجھا کر گھر کا چراغ جلاتے تھے۔

ایک مرتبہ رجاء بن حیوٰۃ آپ کے نزدیک بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے، کہ تیل ختم ہو گیا اور چراغ بجھنے لگا، رجاء نے کہا کہ خادم کو جگا دوں؟ کہا نہیں، کہا اچھا میں اس کو درست کر دوں، فرمایا کہ یہ بات خلاف مروّت ہے کہ آدمی اپنے مہمان سے کام لے، پھر خود ہی اٹھے اور چراغ میں تیل ڈال کر اس کو درست فرمایا، جب فارغ ہو کر دوبارہ بیٹھے تو فرمایا کہ جب میں اس کام کے لئے اٹھا تھا تب بھی میں عمر بن عبدالعزیز تھا، اور اب بھی عمر بن عبدالعزیز ہی ہوں۔

ایک مرتبہ ابوبکر بن حزم نے جو مدینہ کے قاضی تھے، خلیفہ سلیمان کی زندگی میں عریضہ بھیجا کہ مدینہ کے عمال حکومت کے لئے بیت المال سے ایک رقم مقرر ہے، جو عشاء اور فجر کی نماز میں گھر سے شمع جلا کر لے جانے کے لئے ان کو دی جاتی ہے اب وہ ختم ہو گئی ہے، لہٰذا دوبارہ حکم جاری کیا جائے۔ اس عریضہ پر ابھی حکم جاری نہیں کیا گیا تھا کہ سلیمان کا انتقال ہو گیا۔ اس لئے وہ عریضہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش ہوا، آپ نے اس کو پڑھ کر یہ جواب لکھا "میں نے جب آپ کو دیکھا تھا، اس وقت بارش کیچڑ، اور بالکل اندھیری رات میں بغیر چراغ مسجد میں آیا کرتے تھے، خدا کی قسم آپ اس دن آج سے اچھے تھے، والسلام"

ایک مرتبہ عمرو بن مہاجر سے آپ نے فرمایا کہ جب تم مجھے دیکھو کہ حق سے ہٹ گیا ہوں تو میرا گریبان پکڑ کر مجھ کو جھٹکا دو، اور کہو کہ عمر یہ کیا کر رہے ہو۔

آپ کی آخری بیماری میں مسلمہ بن عبدالملک آپ کے پاس آئے اور کہا کہ امیر المومنین! آپ نے اپنی اولاد کو اس مال میں سے کچھ نہیں دیا، اور ان کو دنیا میں بالکل محتاج چھوڑے جا رہے ہیں لہٰذا آپ اُن کے بارے میں مجھ کو یا خاندان کے کسی آدمی کو وصیت کر جایئے۔

آپ نے فرمایا کہ جتنا ان کا حق تھا وہ میں نے روکا نہیں۔ اور جو ان کا حق نہیں تھا وہ ان کو دیا نہیں۔ اب رہی وصیت کی بات، تو میرا وصی اور میری طرف سے ان کا ولی اللہ ہے، پھر اپنی اولاد کو سامنے بلوایا اور فرمایا کہ میرے بیٹو! صورتیں دو ہی تھیں ایک یہ کہ تم مال و دولت اور عیش و آرام میں ہوتے، اور تمہارا باپ جہنم میں ہوتا، دوسری صورت یہ تھی کہ تم فقر و فاقہ میں ہوتے اور تمہارا باپ جنت میں ہوتا تو مجھ کو یہی دوسری صورت پسند آئی؛ جاؤ اللہ تمہاری حفاظت کرے

آپ کا ارشاد ہے کہ وہ رائے اختیار کرنی چاہیئے، جس سے پہلے لوگوں (صحابہ کبارؓ) کی تصدیق ہوتی ہو، وہ رائے قبول نہ کرو، جو ان کے مسلک کے خلاف ہو کہ وہ تم سے بہتر اور زیادہ علم والے تھے۔

ایک بار خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مسنون فرمایا، اور حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ نے جو طریقے جاری کئے وہی دین ہیں ان کو ہمیں اختیار کرنا اور وہاں پہنچ کر رک جانا ہے۔ اس لئے آگے نہیں بڑھنا ہے۔

(اعیان الحجاج)

بقیہ:- خواہشات کا بندہ صفحہ ۸ سے آگے

ساتھ سچائی کی صاف اور کشادہ سڑک پر بے کھٹکے چلا جا رہا ہے، اور دوسرا اندھیرے میں پڑا ٹھوکریں کھاتا ہے، جس کو سیاہ سفید یا نیک و بد کی کچھ تمیز نہیں، حتیٰ کہ اپنی بے تمیزی سے برائی کو بھلائی سمجھتا ہے اور خواہشات کی پیروی میں اندھا ہو رہا ہے، کیا ان دونوں کا مرتبہ اور انجام برابر ہو جائے گا؟ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ حق تعالٰے کی شان حکمت و عدل کی منافی نہیں ہے۔

دُعَا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِکَ مِنْ مُنْکَرَاتِ الْاَخْلَاقِ وَالْاَعْمَالِ وَالْاَھْوَاءِ

(ریاض الصالحین)

ترجمہ: اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں بُرے اخلاق سے، اور بُرے اعمال سے اور خواہشات نفسانی سے۔

آمین یا اللہ العالمین

جانشین شیخ التفسیرؒ
حضرت مولانا عبید اللہ انور کی
کوہ مری اور ایبٹ آباد کو روانگی

۲۰ر جولائی ۱۹۶۳ء کو چک لالہ سے روانگی اور رات کو کوہ مری میں قیام

۲۱ر جولائی کو کوہ مری سے ایبٹ آباد کو روانگی ——— اور ۲۴ر جولائی تک ایبٹ آباد میں قیام ہوگا ——— اور اسی دن ہی انشاء اللہ لاہور کے لئے روانگی ہوگی

(حاجی بشیر احمد)

خطبہ جمعہ بقیہ صفحہ ۶ سے آگے

سے بخاری شریف میں مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کرب اور بے چینی کی حالت میں ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيْمُ الْحَلِيْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ۔ فرمایا کرتے تھے ۔ بہر حال حاصل ان ارشادات کا یہ ہے ۔ کہ اگر اللہ کا کوئی بندہ چاہتا ہے کہ وہ عذاب الٰہی سے نجات پا جائے شیطانی اثرات سے محفوظ رہے ، دکھوں اور مصیبتوں سے اس کا چھٹکارا ہو جائے ، اطمینان قلب کی دولت سے مالا مال ہو ، اللہ کا قرب اُسے نصیب ہو اور معرفتِ الٰہی سے اُس کا سینہ بھر جائے تو وہ کثرت سے ذکر اللہ کرے اور ہمہ وقت اپنی زبان کو یادِ الٰہی سے تر رکھے ۔

چنانچہ حق تعالےٰ شانہٗ قرآن عزیز میں نمونے کے طور پر صحابہؓ کے متعلق کہ حضورؐ کے مخاطب اول ، حضورؐ کے خصوصی فیض یافتہ اور ساری کائنات میں انبیاء کے بعد سب سے بلند مقام رکھنے والے تھے اور جن کے سینے معرفت الٰہی کے گنجینے تھے فرمایا ہے :-

يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۔

یعنی حضرات صحابہؓ کی محبت کا ملہ اور عبدیت کاملہ کا ذکر کرتے ہوئے حق تعالےٰ شانہٗ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ اللہ جل شانہٗ کی محبت میں ایسے سرگرم ہیں اور اللہ کی یاد ان کے دلوں میں اس طرح پیوست ہو گئی ہے کہ جب کھڑے ہوتے ہیں ۔ تو کہتے ہیں اللہ ، جب بیٹھتے ہیں تو کہتے ہیں اللہ ، جب لیٹے لیٹے کروٹ بدلتے ہیں تو کہتے ہیں اللہ اور انسان کی زندگی بھی ان تینوں حالتوں میں گھری ہوئی ہے ۔ انسان یا کھڑا ہو گا یا بیٹھا ہو گا یا کسی پہلو پر لیٹا ہو گا ۔ اور صحابہؓ کی شان یہ ہے کہ وہ ان تینوں حالتوں میں اللہ تعالےٰ جل شانہٗ کو یاد کرتے رہتے ہیں ۔ گویا انہیں اللہ تعالےٰ کی محبت کا ایک تیر لگ گیا ہے جس کی خلش ان کو اللہ تعالےٰ کی یاد کے لئے بے قرار کئے رکھتی ہے اور چونکہ قاعدہ ہے مَنْ اَحَبَّ شَيْئًا اَكْثَرَ ذِكْرَهٗ ۔ جو شخص جس شے سے محبت رکھتا ہے ۔ اس کا ذکر کثرت سے کرتا ہے ۔ اور یہی صحابہؓ کا کثرت سے ذکر الٰہی کرنا اور ان کی شدّت محبت کی گواہی دیتا ہے ۔

محترم حضرات !

آیت بالا میں حق تعالےٰ شانہٗ نے ۔ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ کو يَتَفَكَّرُوْنَ پر مقدم فرمایا ہے ۔ اور بزرگوں نے اس کی وجہ یہ بتلائی ہے کہ چونکہ ذکر سے قوت فکریہ کا جمود دور ہوتا اور ذکر سے قوت فکریہ میں جلا اور صفائی آتی ہے ۔ اس لئے ذکر کو فکر پر مقدم فرمایا ہے عارف رومیؒ نے اسے یوں بیان کیا ہے

این قدر گفتیم باقی فکر کن
فکر گر جامد بود رو ذکر کن
ذکر آرد فکر را در اہتزاز
ذکر را خورشید این افسانہ ساز

مطلب یہ ہے کہ اگر فکر جامد ہے تو اسے حرکت میں لانے کے لئے ذکر اختیار کرو ۔ اور فکر افسردہ کو خورشید ذکر سے گرم کر ۔ یعنی جلا بخش دو ۔

اے برادران عزیز !

حقیقی فکر وہ ہے جو راستہ کھولدے ۔ اور حقیقی راستہ وہ ہے جو اللہ تک پہنچا دے ذکر کے انوار فکر کو نورانی بنا دیتے ہیں ۔ اور وہ نور حقیقی تک رسا ہو جاتا ہے ۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ اولیاء اللہ جب ذکر سے تھک جاتے ہیں تو فکر سے قرب کے مراتب طے کرتے ہیں اور ان کی سمجھ ایسی نورانی ہو جاتی ہے کہ جس سے اپنی غلامی اور بندگی کا اور حق تعالےٰ شانہٗ کی عظمت شان کا استحضار راسخ نصیب ہو جاتا ہے ۔ گویا ذکر الٰہی باعث بنتا ہے انسان کے قلب میں محبت خداوندی ، معرفت الٰہی ، استحضار عظمتِ الٰہیہ اور عبدیت پیدا کرنے کا ۔ اور اسی سے مقامات قرب طے ہوتے ہیں ۔ ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ معرفت کی کان دل ہے ۔ اگر دل پاکیزہ صاف ستھرا اور مصفّٰی و مجلّٰی ہو گا ۔ تو معرفت کا گنجینہ بنے گا ۔ ورنہ انسان محروم رہے گا ۔"

چنانچہ قرآن عزیز میں رب تعالیٰ بھی ارشاد فرماتے ہیں ۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ

بے شک اس قرآن میں نصیحت ہے اُس کے لئے جس کے پاس اچھا دل ہو ۔

اور ارشاد ہے ۔

وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۔

جو شخص خدائی نشانات کی تعظیم کرتا ہے تو یہ اس کے دل کی صلاحیت اور متقی ہونے کی علامت ہے ۔

مطلب یہ ہے کہ اگر دل صاف نہ ہو تو نہ قرآن انسان پر اثر کر سکتا ہے اور نہ وہ متقی ہو سکتا ہے ۔ اور قلب کی اصلاح فقط کثرت ذکر اللہ ، اور صحبت اہل اللہ سے ہی ہو سکتی ہے ۔ اور اسی لئے صحبت اہل اللہ اور کثرت ذکر اللہ معرفت حق کے حصول کے لئے ضروری ہیں ۔

علامہ خالد محمود صاحب کا تردیدی بیان

کوہستان ۱۱ جولائی ۶۳ء میرے نام سے شائع شدہ بیان نظر سے گذرا ۔ مجھے سخت افسوس ہے کہ اخبار مذکور نے میرے الفاظ کو قطعی مسخ کر دیا ہے ۔

تصحیح

قارئین کرام !

ہفت روزہ خدام الدین ۵ رجولائی ۶۳ء صفحہ ۱۱ کالم ۳ سطر ۱۰ " اے لولاک لما کے نبی اکرم ! غلام آپ کے ارشاد کے مفہوم کو سمجھنے سے قاصر ہے "

اور اس کالم کی آخری سطر میں " دمشق سے بیت المقدس پڑھیں ۔ (ادارہ)

جامع شریعت و طریقت ابو السیف حضرت مولانا بشیر احمد صاحب پسروری کی رہائی

خلیفۂ مجاز حضرت شیخ التفسیرؒ ابو السیف حضرت مولانا بشیر احمد پسروری گزشتہ دنوں ایک پوسٹر شائع کرنے کی بنا پر گرفتار کئے گئے تھے ۔ بحمد اللہ دس ہزار کی ضمانت پر رہا ہو کر واپس پسرور میں تشریف لے آئے ہیں ۔ (نظر)

بچوں کا صفحہ

محمد امین

دربارِ فاروقؓ کے فیصلے

حضرت عمرؓ کا زمانہ ہے۔ اسلامی حکومت کی حدود کافی وسیع ہیں۔ کسریٰ کے بادشاہ یزدگرد اور رستم شکست کھا چکے ہیں اور بیت المال سونے چاندی سے معمور ہے۔ حضرت فاروقؓ نے دیکھا کہ کسریٰ کے کنگن بھی غنیمت میں آئے ہیں۔ چنانچہ آپ نے سراقہ بن مالک کو بلا کر دونوں کنگن اس کے ہاتھوں میں پہنا کر فرماتے ہیں کہ الحمدللہ! رسول پاک صلعم کی پیشین گوئی پوری ہوئی۔

یہ پیشین گوئی رسول اکرم صلعم نے اس وقت کی تھی جب سراقہ انعام کے لالچ میں ہجرت کے بعد حضور صلعم کی تلاش میں نکلا تھا۔ حضور صلعم نے فرمایا کہ سراقہ تو سَو اونٹوں کا انعام چاہتا ہے۔ "میں تو تمہارے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن دیکھ رہا ہوں۔"

انہی دنوں کا واقعہ ہے۔ دولت کی فراوانی ہے۔ حضرت عمرؓ صحابہ کبار کے وظائف مقرر فرماتے ہیں۔ اوّلین صحابہ کا وظیفہ سب سے زیادہ مقرر ہوتا ہے اور اسی طرح حسب مراتب سب کے وظیفے مقرر فرماتے ہیں۔ چنانچہ حضرت عباسؓ کا وظیفہ سب سے زیادہ مقرر ہوتا ہے۔ جس کی تعداد پچیس ہزار درہم بیان کی جاتی ہے۔ اسی طرح امہات المومنین کے وظیفے دس دس ہزار درہم مقرر فرماتے ہیں۔

اسامہؓ بن زیدؓ جو رسول اللہ کے آزاد کردہ غلام کے بیٹے ہیں۔ ان کا وظیفہ حضرت فاروق اعظمؓ اپنے بیٹے عبداللہؓ سے زیادہ مقرر فرماتے ہیں۔ حضرت عبداللہؓ شکایت کرتے ہیں کہ حضرت اسامہؓ کسی بات میں مجھ سے فائق نہیں۔ ان کا وظیفہ مجھ سے زیادہ کیوں مقرر کیا گیا ہے۔ چنانچہ آپ کی شکایت سننے کے بعد فاروق اعظمؓ فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہؐ اسامہؓ کو زیدؓ سے اور زیدؓ کو عمرؓ سے زیادہ محبوب رکھتے تھے۔ حضرت عبداللہؓ یہ جواب سن کر خاموش ہو جاتے ہیں۔

حضرت عمرؓ کے سامنے ایک چور پیش ہوتا ہے۔ آپ اسے دوبارہ کہہ کر پکارتے ہیں، مگر وہ انکار کرتا ہے، آخرکار آپ اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیتے ہیں۔ تو وہ اقرار کرتا ہے کہ میں دوبارہ یعنی عادی چور ہوں۔ لوگ فاروق اعظمؓ سے عرض کرتے ہیں۔ کہ آپ نے کس طرح اندازہ لگایا کہ یہ دوبارہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مولیٰ کریم ایک بار گناہ کرنے پر ضرور پردہ پوشی کرتا ہے۔ اب چونکہ اس کا پردہ فاش ہو گیا ہے۔ اس لئے میں نے اندازہ لگایا کہ ضرور دوبارہ ہے۔ اسی لئے اس کا پردہ فاش ہوا۔

حضرت عمرؓ کے سامنے جب حضرت صدیق اکبرؓ کی وراثت۔ ایک اونٹنی اور معمولی سامان آتا ہے اور اس ضمن میں صدیق اکبرؓ بیت المال سے حاصل کردہ وظیفہ بھی وصیت ہی واپس لوٹا دیتے ہیں۔ تو حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت صدیقؓ نے مجھے نہایت کٹھن آزمائش میں ڈال دیا ہے۔ کیونکہ آپ کے پیش کردہ معیار پر پورا اترنا انتہائی مشکل کام ہے۔

چنانچہ حضرت عمرؓ بھی مرض الموت میں اپنا مکان فروخت کر کے بیت المال سے وصول کردہ وظیفہ واپس فرما دیتے ہیں اور دعا فرماتے ہیں کہ "الٰہی اب بھی تیری رحمت پر ہی بھروسہ ہے کسی بھی عمل پر کوئی بھروسہ نہیں"

• قبیلہ بنو بکر کا ایک مسلمان حیرہ کے ایک عیسائی کو قتل کر دیتا ہے۔ حضرت عمرؓ کو معلوم ہوتا ہے۔ تو حکم دیتے ہیں کہ قاتل کو مقتول کے ورثا کے سپرد کر دیا جائے۔ چنانچہ قاتل کو مقتول کے ورثا کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ اور مقتول کے وارث اسے قتل کر دیتے ہیں۔ یہ اسلامی مساوات کی ایک جھلک ہے۔

حضرت عباسؓ کا مکان مسجد نبوی کے ساتھ ہے۔ اس کا پرنالہ مسجد میں گرتا ہے۔ تو نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ حضرت عمرؓ اپنے زمانۂ خلافت میں اس پرنالے کو اکھڑوا دیتے ہیں۔ اس پر حضرت عباسؓ نہایت برافروختہ ہوتے ہیں اور مفتیٔ شہر حضرت ابی بن کعبؓ سے شکایت کرتے ہیں۔ وہ حضرت عمرؓ کے نام پروانہ جاری فرماتے ہیں۔ حضرت عمرؓ تاریخ مقررہ پر حاضر ہوتے ہیں اور حضرت ابی بن کعبؓ طرفین کے بیان سن کر حضرت عباسؓ کے حق میں فیصلہ کرتے ہیں اور حضرت عمرؓ کا کوئی عذر قبول نہیں کرتے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے اپنے فیصلے کے خلاف مفتیٔ شہر کا فیصلہ قبول فرماتے ہیں اور حضرت عباسؓ کو اپنے کندھوں کے اوپر بٹھا کر پرنالہ وہیں لگواتے ہیں۔ جہاں حضورؐ نے اپنے دوش مبارک پر حضرت عباسؓ کو کھڑا کر کے لگوایا تھا۔ اس انصاف کے بعد حضرت عباسؓ خود ہی نمازیوں کے آرام اور امیرالمومنین کی منشا کے مطابق پرنالہ اپنے ہاتھ سے اکھیڑ دیتے ہیں۔ ادھر حضرت عمرؓ حضرت ابی بن کعبؓ کے وظیفہ میں اضافہ فرما دیتے ہیں۔ جس نے فیصلہ نہایت انصاف سے کیا۔ اور امیر وقت کی پرواہ نہ کی۔

۴

امام موصوف خود روزہ سے ہوتے اور دوسروں کو عمدہ کھانا کھلاتے۔ ان کا مال محتاجوں کے لئے تھا۔ اپنی ذات پر بہت کم صرف کرتے۔ طالب علموں کی خاص طور پر اعانت کرتے۔ ان کی سالانہ آمدنی ایک لاکھ دینار تھی جو سب کی سب اہل علم، عابدوں، فاقہ زدوں پر صرف فرما دیتے۔ موصوف اپنے زمانہ میں ورع و تقویٰ اور حدیث و فقہ کے امام مانے جاتے تھے۔

تاریخی جواہر پارے

مرسلہ:- شیخ محمد علی عبدالغنی ہیرآباد، حیدرآباد

خاکساری

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مدائن کے گورنر تھے۔ لیکن طرزِ معاشرت اس قدر سادہ رکھا تھا۔ کہ کوئی پہچان نہیں سکتا تھا۔ ایک شخص نے گھاس خریدی اور آپ کو بیگار میں پکڑ کر گٹھڑی سر پر لاد دی۔ وہ لے چلے تو لوگوں نے بتایا کہ "یہ امیر ہیں۔ صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔" اس نے معذرت طلب کی اور عرض کیا کہ میں نے آپ کو پہچانا نہیں۔ بوجھ اتار دیجئے۔ حضرت سلمان فارسیؓ نے فرمایا۔ نہیں۔ اب تو تمہارے گھر پہنچا کر اتار دوں گا۔

دیانت

ایک بار حضرت ابی بن کعبؓ نے سو اشرفیوں کا توڑا پایا اور کمال دیانت کے ساتھ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے فرمایا۔ "ایک سال تک مالک کی جستجو میں منادی کرتے رہو۔" انہوں نے تکمیل ارشاد کی۔ دوسرے سال پھر حاضر ہوئے۔ تو پھر یہی حکم دیا۔ وہ حکم بجا لائے۔ پھر تیسرے سال آئے۔ آپؐ نے پھر یہی ارشاد فرمایا۔ جب اس دفعہ بھی مالک نہ ملا۔ تو آپ نے فرمایا۔ "بحفاظت رکھ لو۔ مالک مل گیا تو خیر۔ ورنہ خود خرچ کر ڈالو۔"

خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ دو موم بتیاں اپنے پاس رکھتے تھے۔ ایک سرکاری کام کے لئے اور ایک اپنے کام کے لئے۔ سرکاری کام کے لئے سرکاری اور اپنے کام کے لئے اپنی موم بتی جلاتے۔

حج اکبر

امام عبداللہ بن مبارکؒ ایک مرتبہ حج کو جا رہے تھے۔ راہ میں ایک بستی سے گذرے تو دیکھا کہ ایک لڑکی کوڑے کرکٹ کے ڈھیر سے ایک مردہ پرندے کو اٹھا رہی ہے۔ پوچھا کیا کرو گی۔ بولی میں اور میرا بھائی تین دن سے بھوکے ہیں۔ بجز اس چادر کے جو میرے بدن پر ہے، ہمارے پاس اور کوئی شے نہیں اور اس گندگی کے ڈھیر کے سوا اور کوئی جگہ نہیں۔ جہاں سے ہم رزق حاصل کر سکیں۔ ہمارا باپ دولتمند تھا مگر اسے ظالموں نے مار ڈالا اور سب کچھ لوٹ لیا۔ تین دن بھوک کے بعد ہم پر مردار حلال ہو چکا ہے۔ امام عبداللہ بن مبارکؒ نے مزدوروں کو واپس بلایا۔ اپنے کارندے سے پوچھا۔ تمہارے پاس کتنا مال ہے۔ اس نے بتایا کہ ایک ہزار دینار۔ فرمایا بیس دینار رکھ لو کہ واپس مرو تک جانے کے لئے ہمیں کافی ہیں اور باقی اس لڑکی کو دے دو۔ اس سال حج کرنے سے یہ بات ہمارے لئے زیادہ افضل ہے۔ اس کے بعد واپس مرو چلے گئے۔

(باقی کالم نمبر ۲ میں) ۴

خدام الدین لاہور

۲۰

۲۳ جولائی ۱۹۶۳ء

چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۷/ ۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء